ہم نے جیون وار دیا از قلم ایمان منتہی

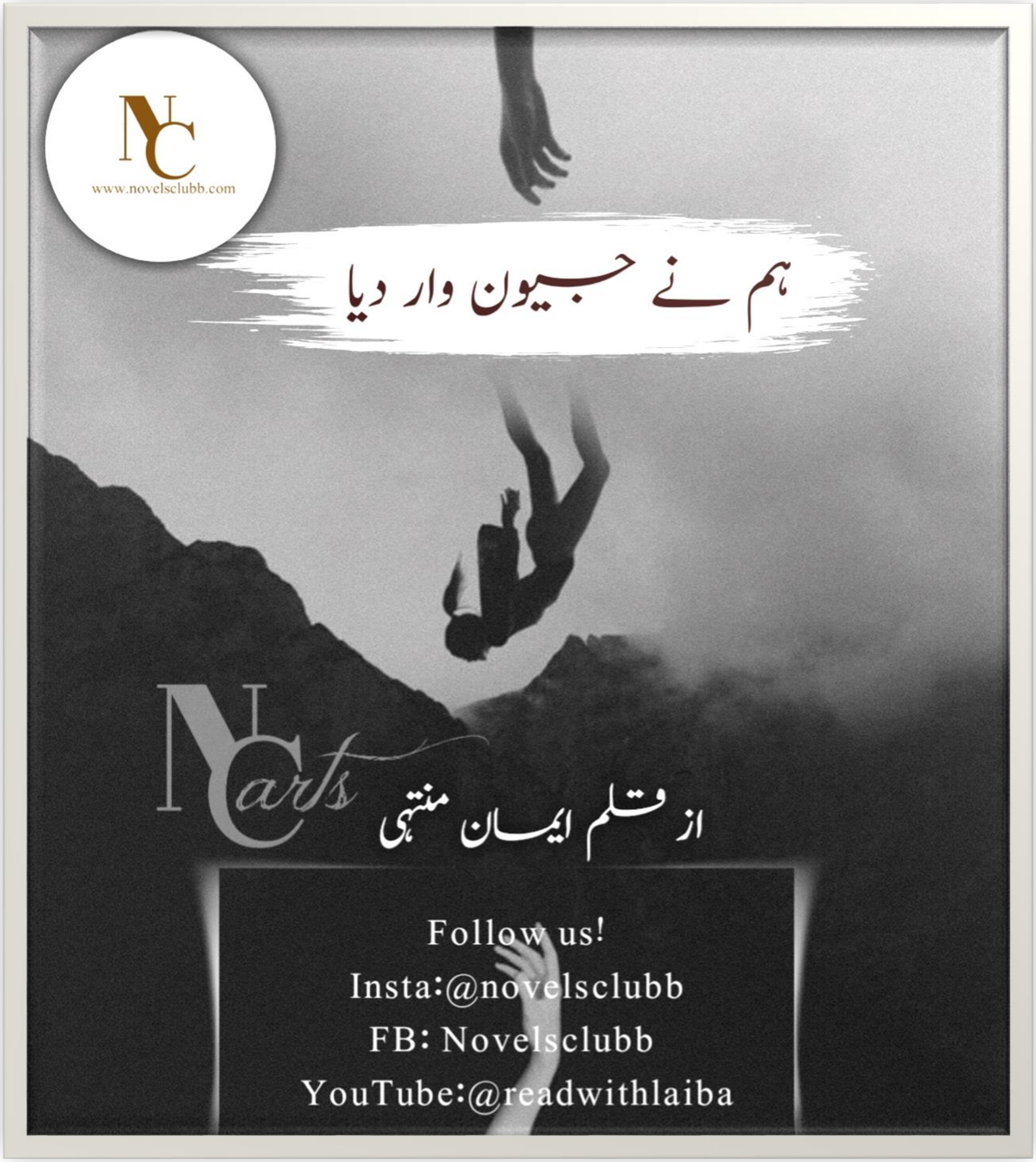

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنادیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیشِ لفظ

السلام علیکم ڈئیر ریڈرز۔

’خونِ جگر ہونے تک‘ کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

’ہم نے جیون وار دیا‘

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پرجوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضیٰ کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

*****

قسط نمبر ۱۴

"دلِ ریزہ ریزہ"

"ہم نے وہی کھو دیا... جو متاعِ جاں تھا۔"

وقت کی گردش معمول کے مطابق تھی لیکن کچھ ایسے بھی تھے جن کے لئے یوں جیسے سب تھم گیا تھا۔ رات کا دبیز اندھیرا اپنے پنجے گاڑتا زندگیوں پر اترنے کے لئے تیار تھا۔ فضا میں کچھ بھاری سا، کچھ ثقیل سا محسوس ہو رہا تھا۔ یوں جیسے اس رات میں بہنے والے خون کا گراں ہر طرف حاوی ہو رہا تھا۔

سرمئی رنگ میں ڈوبا اپارٹمنٹ یکدم سیاہی مائل لگنے لگا تھا۔ اسی انداز میں وہ گول میز کے گرد بیٹھے تھے۔ وسط میں روشن لیپ ٹاپ پر نقشے اور کئی طرح کے ڈاکیومنٹس کھلے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں نے ان تمام جگہوں کی ڈیٹیلز نکلوائی ہیں جہاں پچھلے ایک ماہ سے آفندی نظر آیا ہے۔" سرخ آنکھوں کو مسلتے ہوئے عارب تکان سے کہہ رہا تھا۔ "مگر وہ ساری لوکیشنز پبلک پلیسز ہیں۔ کچھ بھی مشکوک نہیں لگ رہا۔"

باسل پیچھے کو ٹیک لگائے سوچتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ محض چوبیس گھنٹوں کی خواری نے ان کی ساری توانائی نچوڑ لی تھی۔ وہ ہنوز اسکوائرون پر کھڑے تھے۔

"اس کے علاوہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ کوئی ذرا سا کلیو بھی نہیں ہے کہ وہ کہاں چھپے ہیں؟" انابیہ نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ ضبط کے بند مشکل ہو رہے تھے۔

"یوں بے بس ہونے کا ہمارے پاس آپشن نہیں ہے۔ آفندی کے کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے پہلے ہمیں اسے ڈھونڈنا ہے۔" مائعزم سر جھکائے بے مقصد لکیریں کھینچ رہی تھی۔

"تو ڈھونڈنے کے لئے کوئی راستہ بھی ہونا چاہیے۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔" باسل کا انداز تلخ تھا۔

www.novelsclubb.com

لمحے کے لئے عارب کا دل ڈوب گیا۔ایک وحشت سی خود میں اترتی محسوس ہوئی۔
کیا وہ واقعی اپنے بھائی کو نہیں ڈھونڈ پائے گا؟فقط یہ احساس ہی روح کے بخیے
ادھیڑ دینے کے لئے کافی تھا۔

اسی لمحے لیپ ٹاپ کی ای میل ٹون بجی۔کسی صور کی مانند جوان کی سماعتوں میں
اترا۔باسل تیزی سے آگے ہوا۔مائزم نے بے اختیار مٹھی بھینچی۔پل کے
ہزارویں حصے میں وہ بدترین سیاہ خیال ذہن کو چھو گیا تھا۔

عارب کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا یوں جیسے کسی نے دل پر پیر رکھ دیا تھا۔آنکھوں
میں ٹوٹی کرچیوں پر لگا لہو ٹھہر گیا تھا۔

وہی سیاہی میں ڈوبا منظر تھا لیکن اس دفعہ خون کی باس کی آمیزش شامل ہو چکی
تھی۔

**"تمہاری موت سے ہماری کہانی نہیں رکے گی۔" چہرے کو ماسک سے چھپائے
انگلیوں میں پستول گھماتا وہ شخص مسرور لگ رہا تھا۔کیمرہ اس طرح فوکس کیا گیا تھا
کہ پورا منظر واضح تھا۔اس کے مقابل بمشکل اپنے قدموں پر کھڑے زیان کے**

ہاتھ نائل نے پیچھے کو جکڑ کر رکھے تھے۔وہ زخموں سے چور، لہولہان چہرہ لئے نڈھال لگتا تھا۔یوں جیسے ساری ہمت نچڑ گئی تھی۔نیم کھلی آنکھوں میں مردہ سا پن تھا۔

"پھر تمہیں...اپنے انجام سے...ڈرنا چاہیے۔"

پل کے لئے انابیہ کا دل سمندر کی تہوں کی نذر ہوا۔اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔

"کہانا، وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔" وہ محظوظ انداز میں مسکرایا۔

مائعزم کو اپنا وجود ٹھنڈا پڑتا محسوس ہوا۔دل کسی سوکھے پتے کی طرح کانپا تھا۔اس لمحے اس نے شدت سے دعا کی کہ کچھ غلط...

"تمہارے ساتھ کھیل کھیلنے میں مزہ آیا لیکن اگر کھیل زیادہ دیر جاری رہے تو اپنی اہمیت کھو دیتا ہے۔"

باسل لب کاٹتے ہوئے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔چہرے پر بے بسی تھی۔

"سو اس گیم کو ختم کرتے ہیں۔" اس نے میگزین لوڈ کرتے ہوئے کہا۔

اسکرین کے پار، نیم اندھیر سیاہ منظر میں بھی عارب عمر نے واضح زیان ارتضی کی آنکھوں میں کچھ مرتے دیکھا تھا۔ جیسے اس نے اپنا انجام قبول کر لیا تھا۔ عارب کی سرخ پڑتی آنکھوں میں دنیا جہاں کی بے یقینی سما گئی۔ وہ کیسے اتنی آسانی سے مر سکتا ہے؟ سینے میں یکدم ہی جیسے درد اٹھا۔ آنکھوں کی بے یقینی وحشت میں ڈھلنے لگی۔

اعتزاز نے سر اٹھا کر مقابل کو دیکھا۔ ہلکا سا مسکرایا اور ہاتھ لمبا کرتے ہوئے ٹریگر پر انگلی رکھی۔

"ڈونٹ ڈو دِس۔" عارب شدید خوف کے عالم میں بڑبڑایا۔

وہ سانس روکے اسکرین کو دیکھ رہے تھے۔ شائد کہ کچھ بدل جائے۔ کوئی معجزہ... کوئی جادو... کچھ ہو جائے لیکن وہ منظر تبدیل ہو جائے۔

اعتزاز نے یکدم ہی ٹریگر پر دباؤ بڑھا دیا۔ پستول کے آگے روشنی چمکی۔ زیان کے جسم کو جھٹکے لگے۔ سینے سے خون ابلنے لگا۔

www.novelsclubb.com

کئی میل دور کمبل تانے زمل کی آنکھ جھٹکے سے کھلی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھ بیٹھی۔ دل بری طرح ڈوب رہا تھا، سانس جیسے اندر ہی اندر رکنے لگا تھا۔ خشک ہوتے حلق کو تر کرتے ہوئے اس نے موبائل اٹھا کر اسکرین روشن کی۔ انگلیوں میں ہلکی سی لرزش تھی۔ مگر چہار سو گہری خاموشی تھی۔ اس نے ضبط کی شدت سے آنکھیں میچ لیں۔ اس کا وجدان اب بے رحمی کی حدوں کو چھونے لگا تھا۔

"زیان نہیں۔" مائعزم کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی تھی۔

عارب عمر کو اپنے وجود کے پرخچے اڑتے محسوس ہوئے تھے۔ سینے میں اٹھتی تکلیف یکدم بے قابو ہونے لگی۔ اس نے سانس کھینچنا چاہا۔ نگاہیں دھندلانے لگیں۔ اس کا بھائی مر رہا تھا... وہ کیسے زندہ تھا؟

نائل نے زیان کے ہاتھ چھوڑے۔ وہ لڑکھڑا کر گرا تھا۔ اس لمحے زندگی ان کے ہاتھوں سے پھسلتی گئی۔ اس کے گرد تالاب بناتا خون، کہانی کو مار گیا تھا۔

قبلہ رو بیٹھی سائرہ کا دل جیسے یکدم کسی نے جکڑا تھا۔ تنفس اندر ہی اندر گھٹنے لگا۔ قلب میں عجیب سی تکلیف اٹھنے لگی... ایسی تکلیف جو پہلے کبھی نہیں ہوئی

تھی...ایسی شدت جو اس سے قبل کبھی نہیں اٹھی تھی۔آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

"زیان۔" بے آواز سرگوشی میں پکار لبوں سے آزاد ہوئی۔اذیت اسی سے جڑی تھی۔

انابیہ بے دم سی کرسی پر گر گئی۔اس کے وجود میں ہلکی سی لرزش تھی۔آنسو وحشت کی نذر ہوتے خشک ہو چکے تھے۔باسل یک ٹک اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔یہ حقیقت تھی...خیال یا کوئی بدترین خواب؟وہ فیصلہ نہ کر سکا۔چہرہ موت کی حد تک سفید پڑ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنی زندگی ہارتا،کئی سانسوں کو تہی داماں چھوڑ دینے والا تھا۔قسمت کی ستم ظریفی کہ وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی۔

مدھم سفید روشنی میں ڈوبا لان رات کے آخری پہر خاموش تھا۔آہستگی سے اٹھائے جانے والے قدموں کی چاپ فضا کو مرتعش کر رہی تھی۔اعظم مصطفیٰ نے سر اٹھا کر تاریکی کی زد میں آسمان کو دیکھا۔آنکھوں میں یکدم ہی نمی اترنے لگی۔دل

کی بے چینی، حد سے سوا ہو رہی تھی۔ وہی بے نام احساس امڈ رہا تھا، جسے الفاظ پہنانا مشکل تھا۔ روح اب تھکنے لگی تھی۔

تکلیف کی شدت سے انہوں نے زیان کو مٹھی بھینچتے دیکھا۔ سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔ اس پل عارب کو یوں لگا جیسے روح کٹ کر الگ ہو گئی۔ تکلیف رگوں میں جلن برپا کرنے لگی۔ دنیا جہاں کی وحشت سموئے، آنکھیں اب بھی خشک تھیں۔

"زین۔" لبوں کی بے آواز سر گوشی۔ کئی زمانوں کی پکار۔ کئی صدیوں کی منت۔ سب بے سود گیا تھا۔

خون میں ڈوبا وہ سیاہ منظر ان کی زندگیوں کو اندھیر کر گیا تھا۔ ساری روشنیاں گل ہوتی گئیں۔ بے جان ہوتا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا... سانسیں ختم ہوئیں... زیان ارتضیٰ کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

محفلیں لٹ گئیں، جذبات نے دم توڑ دیا

ساز خاموش ہیں، نغمات نے دم توڑ دیا

ہر مسرت غم و یروز کا عنوان بنی

وقت کی گود میں لمحات نے دم توڑ دیا

کہانی واقعی تمام ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆

پانی کا گلاس ایک ہی سانس میں خالی کرتے ہوئے اس نے سائیڈ پر رکھا اور کھلے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔ نگاہیں پھسلتے ہوئے کلاک پر ٹھہر گئیں۔ سوئیاں تین سے آگے بڑھ رہی تھیں۔ وہ چند لمحے بے خیالی کے عالم میں تکتی رہی پھر موبائل اٹھالیا۔ زرد مدھم روشنی میں بھی سپید پڑتا چہرہ واضح تھا۔

"مجھے مس کرو گی؟"

مدھر سی... کئی حکایتیں سموئی سرگوشی نما آواز ذہن میں لہرائی۔ لمحے کے لئے دھڑکن تھمی تھی۔ کال لاگ کھولتے ہوئے اس کی انگلیاں رکیں۔ گیلی پڑتی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھوں میں کرچیاں ٹھہر گئیں۔بے قرار ہوتا دل ویسے ہی ڈوب رہا تھا۔اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ اس قدر بے چین ہو گی نہ ہی یہ سوچا تھا کہ یہ وقت جان پر ثقیل ہو جائے گا۔انگلی سے اسکرین کو چھوا۔گھنٹی جانے لگی۔وہ ویسے ہی بھیگی نگاہوں سے اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھے گئی۔

مگر وہی ہوا جو پچھلے چوبیس گھنٹوں سے ہو رہا تھا۔اس نے کال نہیں اٹھائی۔وہی سناٹا روح کا حصہ بنتا محسوس ہوا۔

یہاں اس کی برداشت جواب دے گئی۔پلکیں لرزیں...اندر سلگتا لاوا،مائع کی صورت میں آنکھوں سے لڑھکنے لگا۔چہرہ ہاتھوں میں چھپائے،وہ یکدم پھوٹ پھوٹ کر رودی۔اس کی دبی دبی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں۔زرکار روشنیاں اداسی سے اسے دیکھتی رہیں۔

کبھی نہیں سوچا تھا کہ زیان ارتضیٰ اسے یوں اذیت میں دھکیل جائے گا۔وہ جو موجبِ سکون تھا،وہی وجہِ گریہ زار بن گیا۔جس کا ہونا نوا تھا،او جھل ہو جانا سب احساسات کو نچوڑ لے گیا۔اس کی روش چارہ گری تھی،وہ وطیرہ ایذا کیوں اپنا گیا؟

وہ ویسے ہی روتی گئی۔ تکلیف آنسوؤں کی صورت میں ابل رہی تھی۔

بچھڑتے وقت جو آنکھوں سے میری چھلکا تھا

وہ ایک اشک مسلسل سفر میں رہتا ہے

☆☆☆☆☆☆

موجوں کا تلاطم زندگیوں کو تہہ بالا کئے گزر چکا تھا۔ان کے لئے وقت کی رفتار جیسے سست پڑ گئی تھی۔ انابیہ ہنوز سر دونوں ہاتھوں میں گرائے رو رہی تھی۔ عارب نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ باسل نے آنکھیں رگڑتے ہوئے ایک نگاہ مائعزم پر ڈالی، جو گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے چہرہ چھپائے دیوار کے ساتھ اکڑوں بیٹھی تھی۔ فضا کسی مردہ احساس کے تحت ساکن تھی۔

www.novelsclubb.com

تبھی ٹیبل پر رکھا موبائل بجنے لگا۔ باسل نے نگاہیں موڑ کر دیکھا۔ وہی انجان نمبر اسکرین پر چمک رہا تھا۔ گلابی آنکھوں میں یکدم تنفر سا اٹھا۔

"کافی افسوس ہوا۔" وہی بھاری اور سپاٹ مشینی آواز گونجی۔

باسل کے لب بھینچ گئے۔مائعزم نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"میں جانتا ہوں کہ اب تم لوگوں کو سنبھلنے کے لئے ایک لمبا عرصہ چاہیے، پچ پچ۔"اس کے لہجے میں کھنک تھی۔وہی حظ جو ہمیشہ سے انداز کا خاصا تھا۔

مائعزم کو ایک بار پھر دل بر چھی سے کٹتا محسوس ہوا۔تکلیف پھر اٹھی تھی،اذیت پھر سلگی تھی۔

"آپس کی بات ہے، میں نے کئی دفعہ اسے وارن کیا تھا کہ میرے مقابل نہ آئے لیکن وہ ٹھہرا اسد اکا ڈھیٹ اور ضدی،اب انجام دیکھ لو۔"وہ جیسے آخر میں ہلکا سا مسکرایا تھا۔

ایک بے اختیار سا آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بہتا گیا۔انابیہ نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

"اپنی بکواس بند کرو۔" باسل کے انداز میں اشتعال اٹھا۔

”شیور... لیکن تم لوگوں نے مجھے ڈھونڈ کر ٹکڑے کرنے تھے۔ارادہ بدل دیا ہے کیا؟“

”تم...“اس نے جیسے کئی نامناسب لفظوں کو زبان کی نوک پر روکا تھا۔

دوسری طرف وہ محسوس کر کے جیسے محظوظ انداز میں مسکرایا۔

”وقتِ سوگ تم لوگوں کے نام۔“ لہجے میں اب بھی دھیمی سی آنچ بسی تھی۔اسی طرح مسکراتے انداز میں کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔

باسل نے طیش سے مکا میز پر مارا۔پانی کی بوتلیں لرز گئیں۔چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔ اس نے انگلیاں بالوں میں پھنسا لیں۔

www.novelsclubb.com

”ہم زمل کو کیا جواب دیں گے ؟“انابیہ کی زکام زدہ آواز شکستہ سی تھی۔

”کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔ایسی بے چینی تو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ایسے جیسے سب ہاتھوں سے پھسل رہا ہے۔“

مائعزم نے اذیت سے آنکھیں میچتے ہوئے سسکیاں روکیں۔اذیت تھی کہ ہر لمحہ اپنی شدت کے ساتھ بڑھتی جارہی تھی اور تریاق ناممکن لگ رہا تھا۔

"تم لوگوں کو اسے بتادینا چاہیے۔" باسل نے سر اٹھا کر بھاری آواز میں کہا۔

انابیہ نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔

"یہ بہت مشکل ہے۔" آنسو پھر لڑھکنے لگے۔

"زیان نے دو دنوں کا وقت دیا تھا۔آج..." آنکھیں میچ کر کھولیں۔"آج اسے لوٹنا تھا۔وہ انتظار کررہی ہوگی۔"

مائعزم نے دھندلی پڑتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔تکلیف کسی امر بیل کی طرح دل کو جکڑ رہی تھی۔

"آج نہیں تو کل بتانا پڑے گا۔ہمیں نہیں پتہ کہ آفندی کہاں ہے۔مجھے نہیں لگتا کہ ہم باڈی ریکور کرپائیں گے۔"

www.novelsclubb.com

انابیہ کے دل پر جیسے کسی نے پیر رکھ دیا۔آنکھوں میں وحشت امڈ آئی۔وہ جو کل تک ان کے سامنے تھا، آج عدم ہو گیا تھا۔دل کئی ٹکڑوں میں بٹنے لگا۔

مائعزم نے بمشکل سانس کھینچتے ہوئے اسے دیکھا۔ایسی بے رحمی کی توقع نہ کی تھی۔ زرد پڑتے چہرے پر صرف اذیت تھی۔

”عارب کو کال کرو، انابیہ۔“ سر صوفے کی پشت سے ٹکاتے ہوئے اس نے بھیگی آواز میں کہا۔

انابیہ کے لڑھکتے آنسوؤں میں تیزی آگئی۔

”وہ ابھی نہیں آئے گا۔“ اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

باسل نے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔ایک نگاہ ان دونوں پر ڈال کر پلٹ گیا۔قدموں میں تھکن تھی۔گیلی ہوتی آنکھوں کو بے اختیار رگڑ دیا۔

کچھ تھا جو دل کو جکڑ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

دکھ یہ ہے، میرے یوسف و یعقوب کے خالق

وہ لوگ بھی بچھڑے جو بچھڑنے کے نہیں تھے

چڑھتی صبح میں عجیب سی وحشت اور بوجھل پن تھا جو روح پر حاوی ہوتا سب گھٹن میں دھکیل رہا تھا۔ فضا میں کوئی نوحہ سا ماتم کناں تھا۔ بیلوں سے ڈھکا گھر، خاموش اور ویران لگتا تھا۔ ماحول مکدر اور بے جان ہو چکا تھا یوں جیسے زرد روشنی نے اپنی تمازت کھو دی تھی۔

موت سی خاموشی لئے لاؤنج کی فضا میں کڑوی مہک گھلی ہوئی تھی۔ وہ کاؤنٹر سے ٹیک لگائے، ماتھے پر بل ڈالے، بھورے پانی کو ساس پین میں ابلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ چہرہ زرد، آنکھیں تکان زدہ تھیں۔ پچھلے چند دن اس پر بھاری گزرے تھے جن کا اب وہ اختتام چاہتی تھی۔ مسلسل سلگتا خوف اور اذیت کا احساس، بے سکون دن، بے چین راتیں۔

''نجانے دوسروں کو اذیت دے کر کون سا سکون ملتا ہے؟'' وہ کڑھتے ہوئے بڑبڑا ئی تھی۔ سر جھٹکتے ہوئے گھوے کی دھار مگ میں انڈیلی تو بھاپ چہرے سے

ٹکرائی۔پیشانی کے بل ڈھیلے ہوئے۔کئی لمحوں نے ایک ساتھ ذہن پر دستک دی تھی۔اس نے گردن گھما کر خالی اور ویران لاؤنج کو دیکھا۔وہاں کوئی نہیں تھا جو چہرے کے زوایئے بگاڑ کر کہتا کہ اتنی کڑواہٹ کون پی سکتا ہے؟

دل میں کوئی ٹیس سی اٹھی تھی۔نمی کو اندر اتارتے ہوئے اس نے سر جھٹکا۔ بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔مگ اٹھا کر لبوں سے لگایا کہ تبھی لاؤنج کا دروازہ دھکیلنے کی آواز نے خاموشی مجروح کی تھی۔

اس نے تیزی سے گردن موڑی۔اگلے ہی لمحے دل رک کر شدت سے دھڑکا۔تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔وہ واقعی دو دنوں بعد آگیا تھا۔زیان ارتضی نے وعدہ نبھا دیا تھا۔طمانیت کا احساس سارگ وپے میں اترتا چلا گیا۔

"السلام علیکم۔فری ہوگئے؟" وہ بے اختیار مگ تھامے،کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلی۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے مائعزم نور نے نگاہیں اٹھا کر سامنے کھڑی بے چین سی لڑکی کو دیکھا جو بالوں کو رف سے جوڑے میں باندھے مضطرب لگ رہی تھی۔آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔دل اتھاہ گہرائیوں میں گرتا چلا گیا جیسے دھڑکن

سست پڑ گئی تھی۔اس کی بے قراری دیکھ کر انابیہ کو اپنی ہمت بھاپ بنتی محسوس ہوئی۔اس نے کرب سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

اس لمحے اس کی سرخ بھیگی آنکھیں دیکھ کر، زمل اعظم کو کوئی سیاہی فضا میں پھیلتی محسوس ہوئی۔اسی رات کی سیاہی جو قسمت پر اترنے کو تیار تھی۔اس کا جیسے تنفس گھٹنے لگا۔اس نے بدک کر سر جھٹکا۔کچھ نہیں ہوا، وہ جانتی تھی۔

"زیان... نہیں آیا تم لوگوں کے ساتھ؟" اس کی آواز کانپ گئی۔ان دونوں کا انداز لمحے کے لئے روح کھینچ گیا تھا۔

مائعزم نے ضبط سے مٹھی بھینچ کر لب کچلا۔اذیت رگوں کو کاٹتی دل میں اتر گئی۔وہ کہاں سے اتنی ہمت لائے؟ وہم و گمان کی آخری حدوں میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس لڑکی کو یوں بکھرتے دیکھے گی۔

"مائعزم۔" زمل کی آواز بلند ہوئی۔دل یکدم ہی وحشت میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں، شکستگی سے اسے دیکھا پھر ہارے ہوئے انداز میں دو قدم آگے آئی۔

"انہوں نے زیان کو... مار دیا ہے، زمل۔"

بدترین کی اگر کوئی مجسم حالت تھی تو وہ یہی لمحہ تھا۔ کاملیت کا ہر پل دم توڑ گیا تھا۔ سماعتوں نے سیسہ جذب کیا تو زہر دل کی دھڑکنوں میں حشر برپا کر گیا تھا۔ ہاتھ کانپے، مگ چھوٹ کر زمین بوس ہوا۔ پیروں پر گرتا گرم مائع بے اثر ہو گیا تھا۔

مائعزم جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ویسے ہی بے دم نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سرخ پڑتی آنکھوں میں کچھ نہ تھا، زندگی کی کوئی رمق نہ تھی۔

کوئی آگ سی روح کو سلگاتی دل کو مار گئی تھی۔

"انہوں نے اسے ہمارے سامنے مار دیا اور ہم کچھ نہ کر سکے۔" خون میں ڈوبا وہ منظر، قیامت برپا کر گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

انابیہ کی دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔

زرکار روشنی دم توڑ چکی تھی۔ ہر آس، ہر وعدہ، ہر عہد...راکھ ہو چکا تھا۔ سینے میں اترتی دہکتی سلاخ جان نکال گئی تھی۔ درد برداشت سے باہر ہونے لگا۔

"ہر شکوے کا جواب سود سمیت لوٹاؤں گا۔"

"نہیں۔" زمل کا جمود یکدم ٹوٹا۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔ سفید پڑتے چہرے کو نفی میں ہلایا۔

اس نے وعدہ کیا تھا...وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جھوٹ نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ اس کا مان نہیں توڑ سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کا انتظار کرے گی، وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسے لاحاصل انتظار کی سولی پر نہیں چڑھائے گا۔ اندھیروں میں لرزتی کرن روشن ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم... جھوٹ بول رہی ہو، مائعزم۔ ایسے مت کہو، خدا کے لئے۔" رواں رواں تڑپ اٹھا تھا۔ سانس رک رہا تھا۔ "زیان کو کچھ نہیں ہوا۔ میں جانتی ہوں، وہ ٹھیک ہے، وہ یہیں ہے۔

اس کی آواز بری طرح کانپ رہی تھی۔ دل میں کرچیاں اترتی یوں جان نکال رہی تھیں کہ سب مردہ ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ بے یقینی کی حدوں کو ذہن چھو رہا تھا۔ وہ یقین کر بھی کیسے سکتی تھی؟

انابیہ نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وہ کہیں نہیں گیا... وہ یہیں ہے۔ زیان ٹھیک ہے۔" وہ قدم قدم پیچھے ہٹ رہی تھی۔ سفید چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی جیسے زندگی کی رمق باقی نہ رہی تھی۔ نگاہیں شل اور قدم بے جان ہو رہے تھے۔

"مجھے بتاؤ، مائعزم... وہ کہاں ہے؟" وہ چیخ اٹھی۔ لب کپکپا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

مائعزم پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ سوال قیامت تھا جس کا جواب جان پر کڑا تھا۔ انابیہ چہرہ رگڑتے ہوئے تیزی سے اٹھی۔ اس نے دونوں شانوں سے اسے تھاما۔

"زمل، پلیز میری بات سنو۔"

ایمبر آنکھوں میں اتنی وحشت ٹھہر چکی تھی کہ رات کے اندھیروں کو مات ہو رہی تھی۔

"زیان کہاں ہے، انابیہ؟ وہ ٹھیک ہے ناں؟ مجھے اس کے پاس جانا ہے، پلیز۔" اس نے آخر میں منت سی کی تھی۔ وجود ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

"وہ نہیں ہے، زمل... وہ چلا گیا ہے۔" انابیہ کی کپکپاتی آواز بلند تھی۔

www.novelsclubb.com

قدموں تلے زمین شق ہوئی... سر سے آسمان ہٹا تھا۔ وجود کے جیسے پرخچے اڑے۔ اس پل زندگی بے موت مر گئی تھی۔ بے قابو ہوتی تکلیف کی انتہا... قلب کو ریزہ ریزہ کرتا خیال... بیت چکے زمانوں کی اذیت۔ وہ لمحہ سب ختم کر گیا تھا۔

زمل نے بمشکل سانس کھینچنا چاہا مگر بے سود...وہ کسی بے جان لاش کی طرح سفید پڑنے لگی۔

"ابدیت اگر مشروط ہوتی تو میں فقط تمہارا ساتھ مانگتا۔"

وہ خود کو چھڑاتے ہوئے پیچھے ہٹی۔قدم لڑکھڑا گئے۔قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔

"تم میری زندگی کا مستقل حصہ ہو،زمل۔"

قدموں نے ساتھ چھوڑا۔سب ہاتھوں سے پھسلتا گیا۔وہ گھٹنوں کے بل گری تھی۔مٹھیاں بھینچتے ہوئے اس نے تنفس بحال کرنا چاہا۔وہ سانس کیوں نہیں لے پارہی تھی؟

"اگر کبھی رونا چاہو تو میں یہیں ہوں گا۔"

www.novelsclubb.com

دل واقعی رک رہا تھا جیسے سب پانی میں ڈوب چکا تھا۔اس نے دھندلی پڑتی نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔شائد کہ حقیقت بدل چکی ہو۔مگر وہ کہیں نہیں تھا جسے ہر لمحہ اس کے پاس ہونا چاہیے تھا۔قلب میں اٹھتی تکلیف جان نکال رہی تھی۔

"زیان۔"آخری سسکی لبوں پر تڑپ کر مچلی۔آخری پکار...امید کی آخری کرن...دفن ہوتی محبت کا آخری نوحہ۔

ذہن اس کی زندگی کی طرح اندھیروں میں ڈوب گیا۔

وہی اندھیرا جو سب اپنے اندر جذب کرلیتا ہے۔زندگی بھی،احساس بھی،لمحات بھی۔

www.novelsclubb.com

نشتر چبھے ہیں رگِ جاں کے آس پاس...

☆☆☆☆☆☆

چڑھتی صبح اپنی تمام تر وحشت کے ساتھ دوپہر میں ڈھل رہی تھی۔فضا اب بھی اسی مردہ احساس کے تحت مغلوب تھی۔قبرستان میں وہی بوجھل سا سناٹا چھایا

تھا۔وہ درخت کے تنے سے ٹیک لگائے،خاموشی سے جھولتی شاخوں کے نیچے بنی قبروں کو دیکھ رہا تھا۔آنکھیں خشک تھیں...ہر جذبے سے خالی۔ذات کسی جمود کا شکار ہو کر برف ہو چکی تھی۔دل اسی لمحے میں مردہ ہو گیا تھا۔

"میں نے آج سب ہار دیا،نانا جان۔" کتبے پر بوسیدہ روشنائی کو دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔"میں اسے نہیں بچا سکا۔میرے سامنے انہوں نے اسے مار دیا اور میں کچھ نہ کر سکا۔"

سناٹے میں ہوا پتوں کو سرسراتے ہوئے گزری یوں جیسے دبی دبی سسکیاں بلند ہوئی ہوں۔

"آپ اسے بہادر کہتے تھے۔غلط کہتے تھے۔" لمحے کو رک کر بھاری ہوتا سانس کھینچا۔"وہ بے حس تھا،جسے مرتے ہوئے کسی کا خیال نہ آیا۔نہ اپنی ماں کا،نہ زمل کا اور میں...."

لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

"میں تو کسی گنتی میں کبھی تھا ہی نہیں۔"

پرندوں کا غول پھڑ پھڑاتا ہوا وہاں سے اڑ گیا۔ یوں جیسے وہ اس حال میں برداشت نہ ہوا ہو۔ بھلا عارب عمر کو کس نے ایسے دیکھا تھا؟ کیسی بے بسی تھی... کیسی شکستگی... کیسی تکان۔

"کیا آپ..." اس کی آواز کانپی۔ "کیا آپ اس سے ملے، نانا جان؟"

دل جیسے سمندروں کی تہہ میں ڈوب گیا تھا۔ تکلیف یکدم پھٹتے لاوے کی طرح بھڑکی تھی۔ وہ چلا گیا تھا... وہ کیسے خود کو یقین دلائے... وہ کیسے اس حقیقت کو جیئے؟ آنکھیں اب بھی ہر برسات سے مبرا تھیں۔

www.novelsclubb.com

"دیکھ لیں، آپ اس سے زیادہ محبت کرتے تھے، وہ آ گیا۔" اس کی آواز دھیمی سرگوشی سی تھی۔ "اس سے کہیے گا کہ میں کبھی اسے اس کے لئے معاف نہیں کروں گا جو اس نے ہم سے چھین لیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اسے فرق نہیں پڑے گا۔"

وہ خاموشی سے اس کی زندگی سے چلا گیا تھا اور عارب عمر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔ ایسا خسارہ قسمت کا حصہ بن گیا جو دائمی تھا۔ کوئی الوداع نہیں، کوئی آخر نظر نہیں۔

"مجھے پتہ ہے کہ تم مجھ سے ناراض تھے... آئی پرامس میں تمہیں دوبارہ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ تمہیں مجھ سے لڑنا تھا، عارب۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

لمحے کے لئے جیسے دل بند ہوا تھا۔ اس نے بے اختیار سانس کھینچنا چاہا مگر تنفس اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا۔ یادیں آج بھی اتنی ہی ظالم تھیں۔ اس نے سختی سے آنکھیں میچ کر نمی اندر اتار لی۔

"میں آخر تک تمہارا ساتھ چاہتا ہوں۔"

اللہ۔ دل جیسے سسک اٹھا۔ کوئی اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا تھا؟ اپنا ہی وعدہ کوئی کیسے توڑ سکتا تھا؟ اس نے لب بھینچے آنکھیں کھولیں۔ وہ اب بھی خشک تھیں۔ مگر ان میں مردنی کا احساس تھا جو ہر لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔

اس نے گردن ذرا سی ترچھی کیں۔ نگاہیں دوسری قبر پر پھسل گئیں۔ ذہن گزرے لمحوں میں جکڑتا گیا۔

"آپ کبھی اس سے کی گئی محبت مجھ سے چھپا نہیں سکے، ماموں۔ وہ بھی آپ ہی کی طرح تھا۔ اپنی من مانی، اپنی ضد، اپنی مرضی۔ اس کے لئے مجھے آپ سے ہمیشہ شکوہ رہے گا۔"

بہت ہوا کتنی ہی دیر اس کی ذات کو اندھیروں میں فنا ہوتے دیکھتی رہی پھر وہ پنجوں کے بل جھکا اور دھیرے سے مٹی کو چھوا۔ وہ جگہ خالی تھی۔ عارب اذیت سے مسکرایا۔ وہ اپنی قبر کی جگہ بھی مختص کر گیا تھا۔ بے حسی کی انتہا اسی شخص پر ختم ہوتی تھی۔ مسکراہٹ سمٹی۔

اس نے آہستگی سے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر دیکھا۔ موت وہ جو قسمت میں لکھی تھی لیکن... اس نے سر اٹھا کر نیلے آسمان کو دیکھا۔ آنکھوں میں کرچیاں سی ٹھہر گئیں۔ بے انت شکوہ اور بے تحاشا سلگتی اذیت۔

www.novelsclubb.com

وہ اسے ڈھونڈ نہ سکا تھا۔ایک باعزت جنازہ،ابد تک ایک دائمی ٹھکانہ...وہ اس کے لئے یہ بھی نہ کر سکا۔یہ خیال ہی دل کو تمام زخموں کے ساتھ ادھیڑ گیا۔ غم اتنے تھے کہ ماتم کو دل تنگ پڑ رہا تھا۔

موبائل کی بیل نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔وہ چند لمحے بھوری مٹی کو دیکھتا رہا پھر موبائل نکالا۔دل چاہا کہ یونہی بجنے دے لیکن پھر اٹینڈ کرتے ہوئے کان سے لگا لیا۔

دوسری جانب بات سن کر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔وہ تیزی سے اٹھا۔

مٹی کے ذرے خاموشی سے اسے جاتے دیکھتے رہے۔

www.novelsclubb.com

اے زیست آ دیکھ کہ ہم نے تیری خاطر

وہ دن بھی گزارے جو گزرنے کے نہیں تھے

☆☆☆☆☆☆

ہاسپٹل کی عمارت اپنے اندر تمام ترازیتوں کو سموئے کھڑی تھی۔کوریڈور میں موت سا سناٹا چھایا تھا۔دیوار سے ٹیک لگائے،مائعزم متورم آنکھوں سے آئی سی یو کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔انابیہ نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے رک کر اسے دیکھا پھر لب کاٹتے ہوئے موبائل نکالا ہی تھا کہ عقب سے تیز قدموں کی آہٹ گونجی۔وہ بے اختیار پلٹی۔

اسی رف حلیے اور بکھرے بالوں کے ساتھ عارب، نگاہیں چرائے قریب آیا۔انابیہ لب بھینچے اسے دیکھ رہی تھی، جس کی آنکھیں خشک تھیں، جن میں کوئی احساس نہ تھا،جو خالی تھیں۔یہ مضبوطی نہیں تھی،یہ حدِ غم تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ آہستگی سے پوچھ رہا تھا۔

انابیہ نے پلکیں جھپکا کر چہرہ پھیر لیا۔آنکھیں پھر ڈبڈبا گئیں۔

"بی پی شوٹ کر گیا ہے، کنٹرول نہیں ہو رہا۔"

عارب ذرا سا چونکا۔کوئی سرخ سی گھنٹی پسِ منظر میں بجتی محسوس ہوئی۔

”اسے سب بتا دیا؟“ نجانے کیوں دل بری طرح ڈوبا تھا۔

انابیہ نے لب کچلتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کس نے کہا تھا تم لوگوں کو؟ سچوئشن ہینڈل کرنے کا کوئی طریقہ بھی ہوتا ہے۔“

وہ اچھا خاصا برہم ہوا۔

”جیسے تم نے کی؟“ مائعزم نے ٹھنڈے انداز میں پوچھا۔

اس نے مڑ کر دیکھا۔ آنکھوں میں دباد باسا غصہ تھا۔ وہ گلابی آنکھیں لئے ٹیک ہٹا کر سیدھی ہوئی۔

”تم وہاں سے نکل گئے تھے، کتنی کالز کیں تمہیں؟ مگر تم نے ایک بھی پک کرنے کی زحمت نہ کی۔ ہم بھی اسی اذیت سے گزر رہے تھے، جس میں تم تھے۔ ہمیں زمل کو بھی دیکھنا تھا مگر تم درمیان میں چھوڑ کر چلے گئے۔ زیان کے بعد تم تھے، تمہیں ہمیں بتانا چاہیے تھا کہ کیا کرنا ہے۔“ اس کا انداز ویسا ہی تھا۔ برف سا۔

عارب لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکا۔ نگاہیں موڑ کر انابیہ کو دیکھا جو انہی شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

""تمہاری اذیت زیادہ ہو سکتی ہے۔ وہ تمہارا بھائی تھا، دوست تھا۔ لیکن اس کے بعد تم تھے جس کے ماتحت ہمیں چلنا تھا۔ تمہیں ہمیں بتانا تھا کہ اگلا قدم کیا ہونا چاہیے، ہم اس کے قاتلوں کو کہاں سے ڈھونڈیں، ہم زمل کو کیسے ہینڈل کریں؟ لیکن بیچ منجدھار میں چھوڑ جانا زیادہ آسان تھا۔""

وہ بھیگی آواز میں کہتی پیچھے ہٹ گئی۔ انابیہ نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں۔

عارب چند لمحے اپنے اندر اترے سناٹوں سے الجھتا رہا۔ ذات ویسے ہی شیشے کے ٹکڑوں میں بکھری تھی۔ گہری سانس لے کر گردن موڑی۔

""آئی ایم سوری، میں بس تنہائی چاہتا تھا۔"" اس کی آواز ویسے ہی ویران سی تھی۔

""مجھے تم لوگوں کے بارے میں دھیان رکھنا چاہیے تھا۔""

چند لمحوں کے لئے مابین دبیز خاموشی چھائی رہی۔ کوریڈور سر دپڑتا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"باسل کہاں ہے؟"

"تمہارے جانے کے بعد وہ بھی وہاں سے چلا گیا تھا۔" انابیہ نے دھیرے سے کہا۔

تبھی عارب کو جیسے کوئی خیال سا آیا۔اس نے موبائل نکالتے ہوئے کال لاگ کھولا۔انگلی سکرول کرنے لگی پھر ایک نمبر پر آ کر رکی۔اس نے ٹھہر کر گہری سانس لی۔

"تم کیا کرنے لگے ہو؟" انابیہ بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔

"اعظم انکل کو کال۔"

وحشت نئے سرے سے جاگی تھی۔مائزم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر دبوچا تھا۔

"لیکن..."

"ابھی خبر پبلک نہیں کرنی کیونکہ ہمیں انہیں ڈھونڈنا ہے۔ مگر اعظم انکل کو نہ بتانا، زمل کے ساتھ زیادتی ہے۔ اسے سب سے زیادہ ضرورت اس وقت اپنے باپ کی ہے۔" وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں کہتا گیا۔

"اور ممانی جان؟" انابیہ کی آواز میں کرب سا تھا۔

لمحے کے لئے عارب کچھ نہ کہہ سکا۔ دل کی دھڑکنوں میں تلاطم سا اٹھا تھا۔

"میں کل انہیں پک کرنے جاؤں گا۔ ابھی کچھ مت بتانا۔" وہ اسی انداز میں کہتا، پلٹ گیا۔

انابیہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔

www.novelsclubb.com

"عارب۔"

وہ نمبر ڈائل کرتے ہوئے رکا پھر اس کی جانب پلٹا۔ سوالیہ ابرو چکائی۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے کچھ جھجک کر پوچھا۔

"ہوں۔" سر پھر جھکا لیا۔

''ایسا نہیں ہے۔'' وہ لمحے کے لئے رکی۔ ''میں تم سے یہ توقع نہیں کر رہی تھی۔ تم ایسا کیوں ظاہر کر رہے ہو کہ کچھ نہیں ہوا جب سب کچھ ہو گیا ہے؟''

عارب نے آہستگی سے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ سرخ نگاہوں میں زندگی کا کوئی جذبہ محسوس نہ ہوتا تھا۔

''اگر میں نے غم منا لیا تو میرے اندر کی آگ ٹھنڈی پڑ جائے گی لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ آگ ان سب کو راکھ کر دے۔ مجھے اس کا بدلہ لینا ہے۔ ہر زخم اور اذیت کا، جو انہوں نے اسے دی۔ مجھے اس کی ہر تکلیف کا ایسے حساب لینا ہے کہ ان کی نسلیں تک یاد رکھیں۔'' اس کے انداز میں مدھم سی آنچ تھی۔ دل ویسے ہی سلگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

انابیہ لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔ کہنے کو کچھ نہیں تھا یا شائد الفاظ بھی مر چکے تھے۔

سرد کوریڈور میں دیوار سے ٹیک لگائے، مائعزم نے تھک کر جلتی آنکھوں کو موند لیا۔

"تم نے اچھا نہیں کیا، زیان۔" وہ بے آواز بڑبڑائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اندھیرا اپنی سیاہی سموئے دھیرے دھیرے چھٹ رہا تھا۔ وجود میں چبھتی سوئیوں کا احساس گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ آہستگی سے پلکیں جھپکاتے ہوئے نگاہوں کے آگے چھائی دھند رفع کرنی چاہی۔ سر میں درد کی ٹیس سی اٹھی۔ لب بھینچتے ہوئے اس نے پھر آنکھیں میچ لیں۔ نگاہوں کے اندھیرے میں سب گڈمڈ ہو رہا تھا۔ ماضی حال میں حلول ہو رہا تھا۔ وہ لمحوں کا حساب جیسے کھو رہی تھی۔

اندھیرے میں کئی مبہم سی روشنیاں بھی تھیں جو بجھنے کے لئے تیار تھیں۔ ذہن کہیں پیچھے بہنے لگا۔ وہ سیاہ عبایہ میں ملبوس کشادہ ہال میں کھڑی تحکم سے کچھ کہہ رہی تھی۔ دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا اور ہلکا سا مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا۔ بجھتی روشنیاں جیسے لمحے کے لئے بھڑک اٹھیں۔

"گھر چلنا ہے یا یہیں رہنا ہے؟" جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس نے اپنے مخصوص رواں انداز میں پوچھا۔اس کی آواز جیسے دیواروں سے ٹکرا کر لوٹ آئی یوں کہ دور تک بازگشت سنائی دی۔

ایک جھٹکا کھا کر منظر تبدیل ہوا تھا۔کیا وہ پل واقعی اس کی زندگی میں آیا تھا؟سب غیر حقیقی سا محسوس رہا تھا کسی ماروائی داستان کا حصہ۔بھیگی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر مقابل کو کچھ کہا تھا۔سوالِ وصل، عرضِ غم۔وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔وہ ٹھٹک گئی۔اس کا چہرہ دھندلا کیوں رہا تھا؟

"خود کے لئے اپنا بہت خیال رکھنا۔"اس کی آواز...وہ اس انداز میں کیوں کہہ رہا تھا؟ضبط سے بھاری، آنسوؤں سے بوجھل، تکان سے لبریز۔

وہی بدترین لمحہ ذہن کے پردے پر پھر اترا۔حقیقت کے تپتے سورج کی شعائیں اس کے وجود کو جھلساتی گئیں۔اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔زرد چہرے پر وحشت سی لہرائی۔شدید تکلیف تھی جو اسے اٹھتی محسوس ہوئی یوں کہ نگاہیں

دھندلا گئیں۔ بمشکل کہنی کا سہارا لئے وہ اٹھی۔ مردہ ہوتی آنکھوں میں رات کی سیاہی بسیرا کرنے لگی۔

"انہوں نے زیان کو مار دیا ہے، زمل۔"

قلب میں اٹھتی ٹیسیں شدید تر ہو رہی تھیں۔ سانس بھاری ہونے لگا۔ پیشانی پر قطرے چمکے۔ اس نے شدت سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔ وہ تنہا اس قبر نما کمرے میں تھی۔ کوئی اور نہ تھا۔

"زیان۔" کانپتی آواز میں سرگوشی نما انداز میں اسے پکارا۔ بے جان ہوتے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔ خشک آنکھوں میں بے انتہا خوف تھا۔

"زیان۔" وہ چیخ اٹھی۔ لب کپکپا رہے تھے۔

ایک جھٹکے سے دروازہ دھکیلتے ہوئے اعظم مصطفی کی روح جیسے کسی نے کانٹوں پر گھسیٹی تھی۔ قدم چوکھٹ میں جم گئے، وجود راکھ کا ڈھیر ہونے لگا۔ وہ ان کی بیٹی تھی؟ ان کے جگر کا ٹکڑا؟ قلب کا حصہ؟

www.novelsclubb.com

ہاسپٹل کے ڈھیلے ڈھالے سفید لباس میں وہ واقعی بے جان ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔کھلے بال الجھی لٹوں کی صورت میں چہرے کے گرد گر رہے تھے۔یہ آنکھیں تھیں جن کی وحشت نے اس کے باپ کا دل ہزار ٹکڑوں میں ریزہ ریزہ کیا تھا۔وہ دیوانہ وار انداز میں ہاتھ کی پشت پر لگی آئی وی لائن نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

”زمل۔“وہ بے اختیار اس کی جانب بڑھے۔ہر اٹھتے قدم میں ہلکی سی لرزش تھی۔

اس پکارنے،بے جان ہوتی ہستی کو لمحے کے لئے سن کر دیا۔ہاتھ رکے،اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔کپکپاتے لبوں کو سختی سے بھینچ لیا۔

”ابو۔“ٹوٹے،بکھرے،کانپتے لہجے میں سرگوشی آزاد ہوئی۔اس کی تڑپ محض ایک پکار سے عیاں تھی۔

اعظم کو اپنا وجود برف کی سلوں میں دبتا محسوس ہوا...یوں جیسے وہ قدموں پر کھڑے نہیں رہ پائیں گے۔سرخ آنکھوں میں ٹھہری،نمی قطروں کی صورت میں

لڑھک گئی۔جان،اب حلق میں اٹکنے لگی تھی۔انہوں نے سسکیوں کو سینے میں دباتے ہوئے بنا کچھ کہے،اسے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا۔آنکھیں میچ لیں۔آنسو یکے بعد دیگرے لڑھکنے لگے۔

ہر بدترین خدشے کی تصدیق ہوتی محسوس ہوئی...دل ڈوبنے لگا مگر وہ ایک شکستہ حصہ اب بھی انکاری تھا۔وہ جھٹکے سے الگ ہوئی۔وجود میں لرزش سی تھی۔

"نہیں۔"اس نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔"آپ بھی یہی کر رہے ہیں۔ایسا نہ کریں،ابو۔مجھے پتہ ہے کہ اسے کچھ نہیں ہوا،یہ صرف...مذاق ہے۔اس کا ڈائیورژن ہو گا۔اسے ڈانٹیں،اسے منع کریں کہ یہ مت کرے۔وہ آپ کی بات سنتا ہے،وہ آپ کی بات مانے گا۔بلائیں ناں اسے پلیز۔"

وہ کانپتی آواز میں کہہ تھی مگر قلب...وہ ادھڑتا جا رہا تھا،مردہ ہوتا جا رہا تھا۔باپ کی آنکھوں میں ٹھہری بے انت اذیت، شکستگی اور ان کی خاموشی،اس کی جان نکالنے لگی تھی۔اس نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

”وہ یہیں ہے، ابو... میں جانتی ہوں، وہ یہیں ہے۔ وہ کہیں نہیں گیا۔ وہ نہیں جاسکتا۔ آپ سمجھ کیوں نہیں رہے؟“ لڑکھڑاتی آواز بے بسی سے بلند ہوئی۔ اس نے جھٹکے سے ہاتھ سے آئی وی لائن نکالی تھی۔

”زمل، مت کریں ایسے۔“ اعظم نے تڑپ کر اس کا ہاتھ تھاما جس کی پشت پر خون کی باریک لکیر رسنے لگی تھی۔

”آپ میری نہیں سن رہے۔ وہ یہیں ہے، ابو پلیز اسے بلا دیں۔“ اس نے جیسے آخر میں منت سی کی۔ ایک آخری امید کا سہارا تھامنا چاہا۔ وہ نئے سرے سے ٹوٹنے لگی تھی۔

”وہ نہیں ہے، زمل۔ ختم ہو گیا ہے سب۔“ ان کی آواز کانپی۔ ”زیان نہیں رہا۔“

تین لفظ... محض تین لفظ زمل اعظم کو اس کے ساتھ ہی مار گئے تھے۔ تنفس کہیں اندر گھٹ گیا۔ سانس پھر رکا تھا۔ چہرہ موت کی حد تک سفید پڑنے لگا۔

سب جھوٹ ہو سکتا تھا... فریب... مگر باپ کے الفاظ، ان میں سلگتی تڑپ اور اذیت... سب حقیقت تھی۔

اس نے آہستگی سے گردن موڑی۔ چوکھٹ خالی تھی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ جس نے ایک اترتی رات میں، بہت نرمی سے یقین دلایا تھا کہ وہ جب رونا چاہے گی، وہ یہیں ہو گا... وہی شخص اسے کرب کی بھٹی میں دھکیل گیا تھا۔

"آپ نے اسے جانے دیا؟" الفاظ رک رک کر اس کے لبوں سے آزاد ہوئے۔

اعظم یونہی ضبط کی شدت سے سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھے گئے۔ وہ پھر حواس کھونے لگی تھی۔ اس کے کندھوں پر ان کی گرفت مضبوط ہونے لگی۔

"وہ میری امانت تھا... اسے مجھ تک واپس لوٹنا تھا... آپ نے کیسے جانے دیا؟" اس کی چیخ دیواروں سے ٹکراتے ہوئے فضا کو مزید وحشت زدہ کر گئی۔

www.novelsclubb.com

اسٹاف کے ہمراہ لیڈی ڈاکٹر تیزی سے اندر داخل ہوئی۔وہ ابھی تک اعظم کی گرفت میں اسی طرح بلک رہی تھی۔ذہن انکاری تھا...دل کی ہر دھڑکن نفی کر رہی تھی۔یقین آتا بھی تو کیسے ؟روح تار تار ہونے لگی تھی۔

ٹریٹمنٹ کے دوران وہ مسلسل اسے پکارتے ہوئے رو رہی تھی۔دل حدتِ غم میں جھلس رہا تھا۔وہ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا؟

یہ محبت کی کہانی نہیں مرتی لیکن،

لوگ کردار نبھاتے ہوئے مر جاتے ہیں

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ان طویل، صدیوں پر محیط چوبیس گھنٹوں کی اذیت حد سے سوا ہو رہی تھی۔ستم یہ کہ اس دشتِ ایذا کا سفر تنہا پیروں کو آبلہ پا کر رہا تھا۔ہاسپٹل روم میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔وہ چت لیٹی یک ٹک سفید چھت کو دیکھ رہی تھی۔ویران

سرخ آنکھوں تلے گہرے حلقے تھے۔ محض چند گھنٹوں میں ہی وہ صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔

بیتے لمحوں میں اذیت کے ہاتھوں بے بس ہوتے ہوئے اسے یقین تھا کہ وہ اپنے حواس کھودے گی لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ طوفان اس کی زندگی کو برباد کرتے ہوئے اپنے نشان چھوڑ گیا تھا اور وہ وہیں کھڑی تھی۔ دنیا ویسے ہی چل رہی تھی، لیکن اس کے لئے جیسے سب ختم گیا تھا۔ ذات جمود اور وجود برف کا شکار ہو گیا تھا۔ دل اسی بد ترین لمحے میں مر سا گیا تھا۔

محض جو خیال ہی جان نکال دیتا تھا، وہ اب حقیقت بن کر اس کی قسمت پر اترا تھا تو وہ سہہ گئی تھی۔ جو وہم و گمان میں بھی نہ تھا، وہ کاٹ لیا تھا۔ یہی اہلِ خاک کی کہانی تھی۔

تھک کر گردن موڑتے ہوئے کھڑکی کے پار نیلے آسمان کو شام کی اداسی میں ڈھلتے دیکھا۔ آنکھوں کے کنارے گیلے ہونے لگے۔ نگاہوں میں بے بس سا شکوہ امڈ آیا۔

”میں نے آپ سے صرف اس کی زندگی مانگی تھی۔ آپ نے کیسے مجھے خالی ہاتھ لوٹا دیا؟“ سرگوشی کی صورت میں آواز فضا میں گھلتے گئے۔

”میں نے آخری پناہ آپ کے پاس ڈھونڈی تھی۔ میں نے آپ پر بھروسہ کیا تھا، آپ سے مدد مانگی تھی۔ آپ نے بھی مجھے اکیلا کر دیا۔“ اس نے آنکھیں میچ لیں۔ گرم مائع سے چہرہ بھیگنے لگا۔

”آپ کے انسانوں کو چھیننے سے خوف کیوں نہیں آتا؟ میری زندگی ہی کیوں اندھیر کی انہوں نے؟ وہی کیوں اس زد میں آیا؟ کیوں اللہ؟ میرا کیا قصور تھا؟“ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ دبی دبی ہچکیوں سے وجود لرزنے لگا۔ کیا خوف اتنی جلدی بدترین حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں؟

”اگر کبھی رونا چاہو، تو میں یہیں ہوں گا۔“

آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔ دل یوں بھاری ہو رہا تھا کہ سانس لینا مشکل ہونے لگا۔ یہ عہد تھا جو جان نکال رہا تھا۔ وہ تنہا، قبر نما کمرے میں رو رہی تھی اور وہ کہیں نہیں تھا۔ وہ کاذب تھا، جس کا ہر وعدہ جھوٹا، ہر آس اندھیر، ہر دلاسہ مٹی تھا۔

''میں نے اس کا بھروسہ نہیں توڑا تھا، آپ نے اسے میرا کیوں توڑنے دیا؟'' وہ ویسے ہی بلک رہی تھی۔ ''میں نے اپنا وعدہ نبھایا تھا، وہ کیوں وعدہ خلاف نکلا؟''

ہمت کی باڑیں بکھر گئی تھی کہ پھر زخموں کا مندمل ہونا ناممکن لگ رہا تھا۔ اب اسے خود کو نہیں سنبھالنا تھا، جب کسی نے اس پر ترس نہیں کھایا تو وہ خود کیوں رحم کرے؟

''آپ کے لاکھوں انسان سکون میں ہیں، کیا تھا اگر جو میں نے مانگا تھا، وہ مل جاتا؟ کیوں ہر تکلیف کا رستہ مجھ تک ہی آتا ہے؟ کیوں ہمیشہ میں ہی کھونے کی اذیت سے گزروں؟ ہر دفعہ میں ہی کیوں؟'' دل کی اذیت شکوؤں کی صورت ابل رہی تھی۔ آنسو ویسے ہی ٹوٹتے ہوئے گر رہے تھے۔ چہرہ چھپائے وہ تنہا سسک رہی تھی۔

یہ آخری چوٹ تھی جس نے ضبط کی حد تمام کیا۔ زخم زخم ہوئی روح ان اذیتوں سے تھک گئی جو ابد تک اس کے ساتھ جڑ چکی تھیں۔ صبر کی ہر بِنا فنا ہو کر ریزہ ریزہ ہو گئی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ وہیں، اسی حالت میں بکھرے انداز میں روتی گئی۔

؎ آنکھیں ہیں کہ خالی نہیں رہتیں لہو سے

اور زخمِ جدائی ہے کہ بھر بھی نہیں جاتا

☆☆☆☆☆☆

راولپنڈی کی بوجھل فضا سے دور اس گاؤں نما ضلعے میں معمول کی چہل پہل تھی۔ پکی صاف ستھری گلی میں کھڑے دو منزلہ گھر میں رونق کا سماں تھا۔ ہر لمحہ ایک شور تھا جو برپا رہتا۔ گہرے رنگ کے شامیانے لگائے جا چکے تھے۔ بچیاں صحن میں درختوں کے نیچے دائرے میں لہک کر گاتے ہوئے گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے، سجی سنوری دلہن کو جھینپنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ وقتاً فوقتاً قہقہے گونجتے تھے۔ آسودگی کا ماحول تھا۔

www.novelsclubb.com

برآمدے کے کونے پر کمرے میں بوجھل سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہوتے ہوئے سائرہ نے جائے نماز اٹھایا اور تہہ لگا کر ٹیبل پر رکھنے لگیں۔ ہمہ وقت پر سکون رہنے والی آنکھوں میں عجیب سی بے چینی تھی۔

گہری سانس لیتے ہوئے انہوں نے موبائل اٹھایا اور نمبر ملانے لگیں۔ موبائل کان سے لگاتے ہوئے وہ سنگل بیڈ کے کنارے پر بیٹھیں۔

مگر زمل کا نمبر بند جا رہا تھا۔ ان کی پیشانی پر ہلکی سی لکیر نمودار ہوئی۔ سر جھٹک کر وہ اسکرین بجھانے لگی تھیں جب میسج چمکا۔ لمحے کے لئے ان کی آنکھوں میں نا سمجھی اتری پھر لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ چمکتی آنکھوں سے انہوں ریسیو ہونے والے آڈیو کو چھوا۔

"السلام علیکم، ممی۔ پریشان ہو رہی تھیں؟" مسکراتا ہوا لب و لہجہ۔ زیان ارتضی کے انداز میں شرارت تھی۔

www.novelsclubb.com

سائرہ کے لبوں پر بکھری مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"جب آپ کے پاس تھا، تب بہو کی محبت میں نکمے بیٹے کو لفٹ ہی نہیں کرواتی تھیں۔" وہ خفگی سے کہہ رہا تھا۔

نجانے کیوں سائرہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"پریشان مت ہوں، سب ٹھیک ہے۔ دو دن سے کافی بزی رہا تو موقع نہیں مل سکا۔ ابھی بھی کچھ منٹ ملے ہیں تو سب سے پہلے آپ کو یاد کیا اور دیکھ لیں، آپ مجھے سائیڈ لائن کر دیتی ہیں۔"

وہ اس نکمے کو کیسے بتاتیں کہ کیسی محبت تھی جو وہ اس سے کرتی تھیں۔ وہ ان کی دھڑکنوں کے ردھم میں ہی تو سانس لیتا تھا، پھر چاہے نگاہوں کے سامنے رہے یا اوجھل ہو جائے... زیان ارتضیٰ کو لمحے کے لئے بھی بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔ گیلی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے، وہ بوجھل انداز میں سوچ رہی تھیں۔

"آپ اپنا وقت انجوائے کریں، کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ امید ہے کہ پرسوں آپ کو پک کرنے میں آؤں گا۔ اپنا خیال رکھئے گا، ممی پلیز۔" آخر میں اس کا لہجہ کچھ عجیب سا ہو گیا تھا۔ بوجھل سا، تکان زدہ۔

سائرہ محسوس کر کے چونکیں مگر پھر اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیا۔ اس لڑکے کو ویسے ہی ان کی جان حلق میں اٹکانے کا شوق تھا۔

"فی امان اللہ۔" آڈیو ختم ہو چکا تھا۔

لمحے کے لئے جیسے دنیا خاموش ہو گئی تھی۔ انہوں نے گہری سانس لے کر سر جھٹکا۔

دروازہ دھکیلے جانے پر انہوں نے چونک کر نظر اٹھائیں پھر پھیکا سا مسکرائیں۔

زرینہ ٹرے تھامے اندر آتے ہوئے چونک گئیں۔

"طبیعت ٹھیک ہے، آپا؟" وہ ان کا مضمحل انداز محسوس کر گئی تھیں۔

"ہاں، الحمدللہ۔" وہ سنبھل کر مسکرائیں۔ ہاتھ بڑھا چائے کا کپ اٹھالیا۔

"سب آپ کا پوچھ رہے تھے، باہر آجاتیں تو اچھا ہوتا۔" سرسری انداز میں کہتے ہوئے وہ ان کے مقابل بیڈ کی پائینتی پر بیٹھیں۔

گھونٹ بھرتے ہوئے سائرہ نے سر کو خم دیا۔

"زیان کے بارے میں پریشان ہیں؟" زرینہ نے گہری سانس بھر کر پوچھا۔

وہ بے اختیار چونکیں۔ تحیر سے انہیں دیکھا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟"

www.novelsclubb.com

"کئی سال اسے آپ کے لئے بے حال ہوتے دیکھا ہے اور آپ کو اس کے لئے تڑپتے دیکھا ہے۔اب میں اس خاموشی کو پہچان گئی ہوں۔" وہ اداسی سے مسکرائیں۔

سائرہ کی آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا۔وہ بنا جواب دیئے، کپ لبوں سے لگا گئیں۔ گرم مائع حلق کو جلاتا اندر اتر گیا۔

"وہ کام پر ہی تو گیا ہے۔اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟"

تکان سے سائرہ نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔ان کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔

"میں خود کو نہیں سمجھ پا رہی، زری۔اس نے کہا بھی ہے کہ سب ٹھیک ہے پھر میرا دل پر سکون کیوں نہیں ہو رہا؟۔مجھے لگ رہا ہے جیسے..." وہ کہتے کہتے رکیں۔ آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔"جیسے وہ ٹھیک نہیں ہے۔اس کی آواز سن کر بھی مجھے یقین نہیں آیا۔"

زرینہ نے گہری سانس لے کر انہیں دیکھا۔

"یہ صرف گزرے سالوں کا خوف ہے، آپا۔ میں نے اسے سنبھالا ہے، میں جانتی ہوں کہ وہ خود کی حفاظت کر سکتا ہے۔ عارب کے ساتھ ہی گیا ہے، دونوں کافی ہیں۔" انہوں نے نرمی سے تسلی دینا چاہی۔

سائرہ نے زخمی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"ماؤں کے الہام اولاد کے متعلق غلط نہیں ہوتے۔" ان کی آواز بے بسی اور بے کسی کا گہرا امتزاج تھا۔

لمحے کے لئے زرینہ کچھ نہ کہہ سکیں پھر سر جھٹک کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھیں۔

www.novelsclubb.com

"اگر کچھ ہوا ہوتا، آپا تو وہ آپ کو میسج نہ کرتا۔ آپ خوا مخواہ پریشان ہو رہی ہیں۔ چلیں اب باہر آئیں، بچیاں اتنا اچھا گا رہی ہیں۔" ان کا دھیان بھٹکانے کو وہ کپ اٹھاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

سائرہ نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا۔ زرینہ جلدی آنے کی تاکید کرتی باہر نکل گئیں۔

انہیں اپنے الہام کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اگر ہم کہانی کے صفحوں کو پیچھے کی طرف الٹائیں...جب ایک سال پہلے کی اداس سی شام ڈوب رہی تھی۔ بادلوں کی اوٹ میں چھپتے سورج کی کرنیں اپنی تمازت کھو رہی تھیں۔ سڑک کے کنارے کھڑے دونوں نفوس اپنے اپنے اندھیروں زد میں لگتے تھے۔ ان کی آواز سرگوشیوں کی مانند تھی۔ تبھی اسکارف والی لڑکی نے نگاہیں اٹھائیں۔ آنکھوں میں گلابی سی نمی چمک رہی تھی۔

''کچھ کردار قربانی دینے کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ آخر تک تہی داماں ہی رہتے ہیں۔'' وہ زخمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہی تھی۔

جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، زیان ارتضی نے گہری سانس لی تھی۔ پر کشش آنکھوں میں تاسف تھا۔

"زندگی جینے کا حق سب کو ہوتا ہے۔"

"تم جی رہے ہو؟" مائعزم کے لبوں سے بے اختیار پھسلا۔

کتھئی آنکھوں کی نرمی تحلیل ہوئی۔ وہی برودت سی ٹھنڈک چھا گئی۔

"کچھ کردار صرف اپنے مقصد کے لئے زندہ ہوتے ہیں اور یقین کرو، مائعزم... وہ صرف زندہ ہوتے ہیں۔" وہ تلخی سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

بہتی ہوا تب ساکن ہوئی جب ہیزل آنکھوں والی لڑکی کے لبوں سے الفاظ آزاد ہوئے۔ فضا میں بنے دائرے ٹھہر گئے اور ان کی تاثیر تا عمر کے لئے کہانی کے اوراق پر امر ہو گئی... کبھی نہ مٹنے کے لئے... ابد تک... دائمی۔

"کچھ کردار نہیں جانتے کہ وہ کہانی کی جان ہوتے ہیں۔"

سفید کمرہ نیم اندھیر تھا۔ مدھم جلتا بلب، سیاہی کو متزلزل کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔ وہ پیچھے کو ٹیک لگائے، ساکت نگاہوں سے روشنی کے واحد منبع کو دیکھ رہی تھی۔ بھیگی پلکیں، چہرے پر آنسوؤں کے نشان۔ وہ سب گنوا چکی تھی۔

لمحے کے لئے چہرے سے جیسے ہوا کا جھونکا ٹکرایا۔ مخصوص کلون کی خوشبو۔ وہی جو سکون تھی، طمانیت تھی، زندگی تھی۔ زمل نے خالی نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔

دور اندھیرے میں کوئی شفاف سا منظر روشن ہوا تھا۔ بالوں کو اونچی پونی میں باندھے، لڑکی طنزیہ انداز میں کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ چہرہ جھکائے، ہلکا سا ہنس دیا۔ مکمل لمحوں کی رفاقت۔

زمل کے آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔ لبوں سے بے اختیار سسکی نکلی۔ اس نے مٹھی بھینچتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔ درد پھر اٹھا تھا، تکلیف پھر سلگی تھی۔ وہ پھر شدت سے بلک اٹھی۔ سر ہاتھوں میں گرائے، وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

”تم نے سب چھین لیا، زیان۔“ دل کی ڈوبتی دھڑکنوں میں، حشر برپا ہو گیا تھا۔

"ان کا ہونا، باقیوں کے جینے کی وجہ ہوتا ہے۔"

درختوں کے پتوں سے چھن کر آتی چاندنی ماحول کو خوابناک بنا رہی تھی۔ سائرہ نے سر اٹھا کر سیاہ آسمان پر جگمگاتے ماہِ کامل کو دیکھا۔ وہ کتنی ہی دیر یونہی یاسیت سے دیکھتی رہیں کہ پھر آنکھیں گیلی پڑنے لگیں۔ تھک کر نگاہیں جھکاتے ہوئے اپنی قسمت کی لکیروں کو جانچنا چاہا۔ یہ ہاتھ ہمیشہ خالی رہ جاتے تھے۔

"حیاتی۔" دل کے کسی کونے میں کسک اٹھی تھی۔

"ان کے ختم ہونے پر کہانی مر جاتی ہے۔"

ہاسپٹل کے لان پر چھائی رات میں خنکی بڑھتی جا رہی تھی۔ گھٹن ایسی تھی کہ سانس بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اعظم نے ضبط کی شدت سے آنکھیں مسلیں۔ تکلیف یوں سلگ رہی تھی کہ روح جھلس اٹھی تھی۔ بیٹی کو اجڑتے دیکھنا، دل کو مار گیا تھا... لیکن... انہوں نے سر اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھا۔ آنکھیں بے بسی کی شدت سے سرخ پڑ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

جسے کھویا تھا... وہ بیٹا تھا... جو انہیں جان سے عزیز تھا... جس سے محبت کی وجہ سے وہ خود لاعلم تھے... فقط اپنی محبت کی شدت جانتے تھے۔ یہ کیسا خسارہ قسمت میں آیا تھا؟

"کہاں تک تذلیل کراؤں؟ میں تھک چکا ہوں، بابا۔"

دل تڑپ اٹھا تھا۔ انگ انگ میں اذیت سما گئی۔ ضبط کے بند توڑے، وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو پڑے۔

"بابا کی جان تھے تم۔ کیوں نہ سمجھ سکے؟" وہ بے آواز سسک رہے تھے۔

"لیکن جانتے ہو کہ اصل حسرت... ہمیشہ چبھنے والی کسک کیا ہوتی ہے؟"

www.novelsclubb.com

ٹیرس کی ٹھنڈی ہوتی ریلنگ کو مٹھیوں میں جکڑے، عارب نے گہری سانس کھینچ کر تنفس بحال کرنا چاہا۔ آنکھیں اب بھی خشک تھیں مگر آسمان کی سیاہی، ہر ضبط کو آزما رہی تھی۔ ہاتھوں کی رگیں ابھرنے لگی تھیں۔ دل کے اس کونے میں اذیت بے کراں ہو رہی تھی جو اسی نام سے جڑا تھا۔

"ایسے کون کرتا ہے؟" سر اٹھا کر آسمان کو دیکھتے ہوئے وہ شکوہ آمیز انداز میں بڑبڑا یا تھا۔ "ہر دفعہ چھوڑ کر چلے جاتے ہو۔"

ضبط کی شدت سے حلق دکھنے لگا تھا مگر آنسوؤں کو گرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ ضدی تھا... اب آخری حد تک ضد نبھائے گا۔ تھک کر وہ وہیں، ریلنگ سے ٹیک لگائے ٹھنڈے فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔ جذبات اب بھی سرد تھے۔

"لوٹ آناں، یار۔ بس کر دے اب، نہیں ہے ہمت۔" بے بسی اپنی حدوں کو چھو رہی تھی۔

"وہ کردار کبھی نہیں جان پاتے کہ کہانی انہی کے دم سے تھی۔"

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

یاد کے قصر ہیں، امید کی قندیلیں ہیں

میں نے آباد کیئے درد کے صحرا کیسے

اس نے بے جان ہوتے ہاتھوں سے دروازہ دھکیلا۔ کمرے میں مدھم زرد روشنی بکھری تھی۔ ہر کونا خاموش...ہر یاد مردہ...ہر احساس سرد...اس کا دل کسی الٹی برچھی سے کٹتا گیا۔ سب ویسا ہی تھا یا شائد سب بدل گیا تھا۔ وہ جو نرمی سے اس کی خواہش پوچھ رہا تھا، اب کبھی نہ دکھائی دینے کے لئے اوجھل ہو چکا تھا۔ اس سے بڑا خسارہ کیا تھا؟

اس کے لب کپکپا اٹھے۔ سرخ آنکھیں پانی سے لدتی چلی گئیں۔

"زیان۔" سرگوشی میں...بھاری پڑتے تنفس کے ساتھ...بکھرے انداز میں اس نے پکارا تھا۔

مگر وہی روح کو جھنجھوڑتا سناٹا چھایا رہا۔ آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔ وہ من من کے قدم اٹھاتی، سائیڈ ٹیبل تک آئی اور کانپتے ہاتھ سے آخری دراز کھینچا۔ سب سے اوپر وہی پلاسٹک کے کور میں لپٹا، لمبی ٹہنی والا گلاب تھا جس کی پتیاں باسی ہوتی سیاہ ہونے لگی تھی...اس کی زندگی کی طرح۔

"اگر کبھی رونا چاہو، تو میں یہیں ہوں گا۔"

اس لمحے میں اس وعدے سے زیادہ بے رحم کچھ نہ تھا۔ زمل نے آہستگی سے پلاسٹک کا کور اتارا۔ کانپتے ہاتھوں میں جیسے اب جان نہ رہی تھی۔ کوئی کانٹا انگلی میں چبھا تھا۔ دل میں ہوتی چبھن بڑھنے لگی۔ ذہن کو چھوتا احساس روح کے پرخچے اڑا رہا تھا۔

گرم مائع چہرہ بھگو رہا تھا۔

اس نے سیاہ ہوتی پتیاں نوچ کر علیحدہ کیں۔

"اب تم اس پھول کو سنبھال کر رکھو گی؟" وہ ہلکا سا ہنسا تھا۔

دل میں اٹھتی تکلیف برق بن کر رگوں میں دوڑ گئی۔ وہ اس کا سکون تھا، وہ کیسے اسے ابدی اذیت دے گیا؟ بیچ راستے میں چھوڑ جانے کے لئے وہ اس کی زندگی میں آیا ہی کیوں تھا؟ وہ پہلے بھی تنہا تھی... وہ تنہائی بانٹنے کیوں آیا تھا؟ وہ کاذب تھا... وہ شروع سے کاذب تھا۔

"میں تمہیں ہمیشہ تمہارے پیچھے کھڑا ملوں گا۔"

اس کا زخمی ہوتا دل پسلیوں سے ٹکرانے لگا۔ اس نے پتیوں کو مٹھی میں مسل دیا۔

"کیوں، اللہ کیوں؟" وہ مٹھیاں بھینچے کپکپاتی آواز میں چیخ اٹھی۔

"انہوں نے زیان کو مار دیا ہے، زمل۔"

وہ دیوانہ وار ڈیکوریشن پیس توڑ رہی تھی۔ انگلیاں زخمی ہوتی، خون میں سرخ ہوتی جا رہی تھیں مگر وہ جیسے بے حس ہو گئی تھی... بالکل اس کی طرح جو اسے چھوڑتے ہوئے بے حس ہو گیا تھا۔ شیشے کے ٹکڑے کمرے میں بکھر گئے تھے۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے پرفیوم اٹھایا۔ وہ لمس اندر تک اسے سلگا گیا۔ اس نے اٹھا کر دیوار پر مارنا چاہا... ہاتھ کانپ گئے... دل تڑپ اٹھا۔ لڑھکتے آنسوؤں میں تیزی آ گئی۔

وہ اس کی خوشبو تھی... اس کا احساس تھا... وہ کیسے اسے ضائع کر سکتی تھی؟

www.novelsclubb.com

تکلیف کرچیوں کی صورت میں رگوں کو کاٹ رہی تھی یوں کہ درد ناقابل برداشت ہوتا جا رہا تھا۔

”زیان۔“ وہ سسکتی ہوئی یونہی پرفیوم تھامے گھٹنوں کے بل کارپٹ پر بیٹھتی چلی گئی۔ چہرہ گرم مائع سے بھیگ رہا تھا۔ دل یوں ریزہ ریزہ ہو رہا تھا کہ اسے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ تنہا... اکیلی... تہی داماں۔ وہ کئی سال گزر جانے کے بعد بھی اکیلی تھی۔ وہ آج بھی تنہا رو رہی تھی۔ اس کی بکھرتی ذات کو سمیٹنے والا کوئی نہیں تھا۔ وہ کہاں سے اس اذیت سے چھٹکارا حاصل کرے؟

دروازہ دھکیلتی مہر کے قدم لمحے کے لئے برف ہو گئے۔ دل کٹ کر رہ گیا۔ وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے، ویسے ہی رو رہی تھی۔ شیشے کے ٹکڑوں سے بچتے ہوئے وہ احتیاط سے اس کے قریب آئی۔

”زمل۔“ بھاری زکام زدہ آواز میں اس نے پکارا۔

وہ جواب دیئے بنا یونہی سسکتی رہی۔

''ایسے مت کرو، زمل۔ اسے تکلیف ہو گی۔'' بھیگی آواز میں کہتے ہوئے بازو اس کے گرد لپیٹ کر اسے خود سے لگا لیا اور دھیرے دھیرے اس کا سر تھپکنے لگی۔

''مہر... اسے کہو کہ ایک دفعہ آجائے۔'' وہ ہچکیوں کے درمیان لڑکھڑاتی آواز میں کہہ رہی تھی۔ ''ایسے مت کرے، مجھے ایسے مت آزمائے۔''

اس کے انداز میں اتنی تڑپ... اتنی بے قراری... اتنی اذیت تھی کہ مہر کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ بھیگی آنکھوں سے قطرے گالوں پر لڑھکنے لگے۔ لب جیسے سل گئے تھے۔

''وہ سب سے زیادہ آنٹی سے محبت کرتا تھا نا... اسے کہو، وہ اس کے بغیر نہیں رہ پائیں گی... ان کے لئے آجائے... کیوں وہ اتنی تکلیف دے رہا ہے؟'' وہ جیسے اپنے حواس کھو رہی تھی۔ درد اب برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔

''زمل، حوصلہ کرو، پلیز۔ وہ...''

www.novelsclubb.com

”نہیں کرنا مجھے صبر... نہیں ہے مجھ میں حوصلہ... کیسے برداشت کروں میں؟“ وہ ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی تھی۔ بھاری ہوتی آواز کانپ رہی تھی۔

مہر بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

”اس نے مجھے کہا تھا کہ وہ واپس آئے گا... اور میں نے... میں نے یقین کر لیا... میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے جانے دیا... میں نے دل کی نہیں سنی... میں نے اسے جانے دیا، مہر... میں نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہے... میں کیسے حوصلہ رکھوں... نہیں ہو رہا مجھ سے صبر... تکلیف اتنی ہے کہ دل پھٹ رہا ہے۔“ وہ بال مٹھیوں میں جکڑے بِلک بِلک کر رو رہی تھی۔

اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر مہر کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ اس نے بے اختیار اسے کندھوں سے تھاما۔

”ایسے مت کرو، زمل۔ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔ اٹھو یہاں سے۔“ وہ کانپتی آواز میں کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اسی طرح سب بھلائے رو رہی تھی۔ کاش کہ یہ کوئی برا خواب ہوتا... کاش کہ آنکھ کھولتے ہی سب پہلے جیسا ہو جاتا... کاش کہ زندگی پھر رواں ہو جاتی... کاش کہ ہر خسارہ حاصل میں بدل جاتا۔

مہر نے زبردستی اسے سہارا دیتے ہوئے وہاں سے اٹھایا۔ اس کے قدموں میں جیسے جان نہ رہی تھی۔ اس کا وجود اپنا سہارا بننے سے انکاری تھا... ایک عمر ہوئی، اس نے ہر بوجھ اٹھایا تھا... اب ہر ہمت نے ہار مان لی تھی۔

"میڈیسن لو، زمل پلیز۔" ضبط کی شدت سے اب مہر کا حلق دکھنے لگا تھا۔ وہ کیا کرتی کہ اپنی بہن کے دامن کا ہر کانٹا چن لیتی۔ آہ، یہ حسرتیں... بڑھتی جا رہی تھیں۔

"صرف ایک شخص مانگا تھا، اللہ۔ میں نے اسے آپ کی پناہ میں دیا تھا۔ آپ نے مجھے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ آپ نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔" وہ اندھیروں میں ڈوبتے ذہن کے ساتھ لڑکھڑاتی آواز میں بڑبڑا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے ہاتھ کا خون روئی سے صاف کرتی مہر کے چہرے پر قطرے تیزی سے لڑھکنے لگے۔اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔

"میں نہیں جانتی تھی کہ وہ چاہے جانے کے قابل ہے۔"ایک سال پہلے،اپنے نکاح سے اگلے دن وہ روشن آنکھوں والی لڑکی...آسودہ لہجے میں کسی خاص جذبے کے زیر اثر کہہ رہی تھی۔

مہر نے ڈبڈبائی نگاہوں سے اس کا زرد پڑتا چہرہ دیکھا۔دوائیاں اپنا اثر دکھانے لگی تھی۔اس پر پھر غنودگی چھاگئی تھی۔عارضوں پر اب بھی آنسوؤں کے نشان تھے جنہیں مہر نے نرمی سے رگڑ دیا۔لب کپکپا گئے۔

"ان چوبیس گھنٹوں کے علاوہ وہ دو دن بھی تھے جن میں،میں نے اسے اپنے لئے نگاہیں جھکاتے دیکھا تھا۔اس کے ہر انداز میں،میرے لئے عزت تھی۔ہم لڑکیوں کو زندگی میں آنے والے مرد سے عزت کی ہی توقع ہوتی ہے۔محبت ثانوی درجہ رکھتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں مگر تمہیں محبت ہو چکی ہے۔" اس نے بے اختیار اپنی بڑی بہن کو ٹوکا۔ لمحے کے لئے دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

اس نے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے سر گرا دیا۔ دبی دبی سسکیوں سے وجود لرزنے لگا۔ وہ جانتی تھی کہ پانچ سال بعد بھی ماں کی موت کا زخم کسی رستے ناسور کی طرح دل میں گڑا تھا۔ قسمت نے پھر ویسی ہی بدترین مات دی تھی۔

"اگر یہ جذبہ محبت ہے تو پھر خوبصورت ہے۔" نرم احساس رکھنے والی، لڑکی پورے دل سے... چمکتی آنکھوں کے ساتھ مسکرائی تھی۔

فضا میں جیسے گھٹن بھرتی گئی۔ یادوں کے وار بے رحم ہوتے جا رہے تھے کہ انہیں سہنا جان پر بھاری پڑ رہا تھا۔ چوکھٹ میں کھڑی مائعزم آہستگی سے پلٹ گئی۔ بوجھل قدموں کا رخ لان کی جانب تھا۔ تھکن انگ انگ سے عیاں تھی۔ چہرہ رگڑتے ہوئے اس نے مرکزی دروازہ دھکیلا تو جیسے ٹھٹک کر رکی۔

"حبہ۔"

وہ سیڑھیوں پر بیٹھی، گھٹنوں کے گرد بازوؤں کا ہالہ بنائے سر اٹھا کر آسمان پر جگمگاتے چاند کو دیکھ رہی تھی جو اپنے داغ سے بے نیاز اسی خوبصورتی سے چمک رہا تھا۔

"حبہ، یہاں ٹھنڈ ہے۔ اندر چلو، بچے۔" مائعزم نرمی سے کہتی آگے آئی۔

"مجھے نہیں لگ رہی۔" وہ گیلی سی آواز میں بولی تھی۔

مائعزم گہری سانس لے کر اس کے ساتھ بیٹھی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ جس کی نگاہیں اب بھی آسمان پر جمی تھیں۔ چہرے پر آنسوؤں کے خشک ہوتے نشان تھے۔ ہر کردار اجڑا تھا... اپنی اپنی جگہ سب تباہ ہوئے تھے مگر ستم یہ کہ اب کچھ باقی نہ رہا تھا۔

"سوئیں کیوں نہیں؟" یونہی بوجھل خاموشی کو توڑنے کے لئے مائعزم نے پوچھ لیا پھر اپنے سوال کی حماقت کا اندازہ ہوا۔ کبھی درد کی شدت میں بھی نیند مہربان ہوئی تھی؟

www.novelsclubb.com

چند لمحوں بعد دھیمی سی آواز گونجی۔

"کیا اب بھائی واقعی نہیں آئیں گے؟" اس کی آواز بھرا گئی۔

وہ بھاری سوال کر رہی تھی۔ اتنے ثقیل کہ مائرم کو اپنا وجود اس بوجھ تلے دبتا محسوس ہوا۔ اس نے تھک کر پلر سے سر ٹکا دیا۔ دل اب رِسنے لگا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے، حبہ... جنہیں دل میں سب سے اونچی مسند پر بسایا جائے... انہیں موت بھی نہیں مارتی۔" آواز سرگوشی کی مانند تھی جس میں عجب سلگتی تکلیف تھی۔ "وہ ہماری دھڑکنوں میں، ہمارے ساتھ سانس لیتے ہیں۔ وہ ختم نہیں ہوتے۔"

www.novelsclubb.com

حبہ نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا پھر ہلکا سا نفی میں سر ہلاتے ہوئے چہرہ رگڑ دیا۔ کوئی بات، اس مسلسل بھڑکتی اذیت کو کم نہیں کر پا رہی تھی۔

"اسی لئے وہ نہیں ہے لیکن پھر بھی... ہر جگہ محسوس ہوتا ہے... وہ زندہ ہے، حبہ... ہر دل میں... ہر بہتے آنسو میں۔ میں نے کہا ناں، دل میں جینے والے کبھی نہیں مرتے۔"

مائعزم نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا جس نے چہرہ گھٹنوں میں چھپالیا تھا۔ وہ بے آواز آنسوؤں کے ساتھ رو رہی تھی۔ مائعزم نے آنکھیں میچ کر کھولتے ہوئے سر اٹھا کر دیکھا۔

"وہ اتنا بے یقین تھا کہ اسے کسی کی محبت پر بھروسہ نہ تھا۔ وہ مانتا ہی نہیں تھا کہ وہ ہماری کہانی کا سب سے اہم کردار تھا۔ اور اب..." سرگوشی میں کہتے ہوئے اس نے آنکھیں میچ لیں۔ "میرا دل چاہتا ہے کہ میں ساری دنیا بیچ کر صرف چند پل خرید لوں اور اسے بتاؤں کہ دیکھو... تمہارا نہ ہونا... سب کچھ اجاڑ گیا ہے۔ سب ختم ہو گیا، اب تو مان لینا چاہیے۔"

آنسو تیزی سے لڑھکتے جا رہے تھے۔آواز اتنی دھیمی تھی کہ حبہ بمشکل سن سکی۔ اس نے تر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔مائعزم نے آہستگی سے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

"حبہ کو اپنے بھائی کے لئے دعا کرنی ہے۔آپی کا ساتھ دینا ہے،انہیں تنگ نہیں کرنا ورنہ بھائی ناراض ہو جائیں گے۔اتنا کرو گی ناں؟" وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے لرزتی آواز میں پوچھ رہی تھی۔

حبہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔بے انتہا تڑپ لئے،وہ سسک اٹھی۔کئی سالوں پہلے اس کی بہن نے کہا تھا کہ اسے امی کے لئے دعا کرنی ہے۔کردار کیسے بدل گئے؟ ان کی زندگیوں کی طویل اور اذیت ناک رات گہرائی کے ساتھ ڈوبنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

تھانے میں وہی معمول کی چہل پہل تھی۔سناٹا اگر تھا تو ایس پی عارب عمر کے کمرے میں جہاں واحد آواز گھڑی کی چلتی سوئیوں کی تھی۔وہ کرسی سے ٹیک

لگائے فائل کے صفحے الٹ رہا تھا۔ پژمردہ چہرے لئے، نگاہیں اپنے کام کی طرف متوجہ تھیں۔ میز پر رکھا موبائل تھرتھرایا تو اس نے ایک مصروف نگاہ اسکرین پر ڈالی۔ لمحے کے لئے سانس تھم گیا۔ بدھیرے سے فائل سائیڈ پر رکھتے ہوئے موبائل اٹھالیا۔ چند لمحے لب کاٹتے ہوئے اسکرین کو تکنے کے بعد، اس نے بمشکل ہمت مجتمع کرتے ہوئے کال پک کرلی۔

"اسلام علیکم، میں موبائل بند کرنے والی تھی۔" سائرہ نے نرم سی آواز میں کہتے ہوئے چوٹ کی۔

"کچھ بزی تھا۔" اس نے خشک حلق کو تر کرتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کی دیکھا دیکھی زمل نے بھی موبائل آف کیا ہوا ہے۔ ایسے کون سے محاذ پر ہو تم سارے؟" آخر میں خفگی اُمڈ آئی۔

"ایسی بات نہیں ہے، ممانی جان۔ وہ انابیہ اور مائعزم کے ساتھ ہے تو شائد وہ تینوں بزی ہیں۔ کچھ پلان کررہی تھیں۔" ہاتھ بے اختیار گریبان تک گیا۔ گھٹن سی محسوس ہورہی تھی۔

"یعنی تم لوگ فارغ ہو گئے ہو؟"

"نہیں، ہمارا کام ابھی باقی ہے۔اسی میں مصروف تھے۔"

"بہتر۔" انہوں نے گہری سانس لی۔"زیان کہاں ہے؟"

"آئی جی صاحب کے ساتھ ہے۔" آواز مکمل پر اعتماد تھی۔ لیکن چہرہ متغیر پڑ رہا تھا۔

"تم نے اپنے ساتھ اسے بھی ان کاموں میں گھسیٹ لیا ہے۔" وہ اس پر خفا ہوئیں۔ "سکون سے بیٹھا نہیں جاتا تم دونوں سے؟"

"مجھے کیوں ڈانٹ رہی ہیں؟ اسے روکنا تھا۔" نا چاہتے ہوئے بھی اس کے انداز میں شکوہ اتر آیا۔ لہجے میں کرچیاں سی بس گئیں۔

"بالکل، وہ جیسے منہ سے نکلنے سے پہلے حکم مان لیتا ہے۔" انہوں نے بڑبڑا کر سر جھٹک دیا۔ "واپسی کب ہونی ہے؟ زمل اکیلی ہو گی وہاں۔"

www.novelsclubb.com

"یعنی صرف بہو کی فکر ہے؟" واپسی کے ذکر سے کنی کتراتے ہوئے اس نے موضوع بدلنے کی کوشش کی مگر آواز کی بشاشت مفقود تھی جو لفظوں میں جان پیدا کرتی۔

"نہیں، اس نکمے کی بھی ہے۔ماں کا خون جلانے کے سوا کوئی کام نہیں ہے۔" وہ پھر آخر میں بڑبڑائیں۔وہ جیسے صحیح تپی ہوئی تھیں۔

عارب نے تکان سے سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔

"آپ کو انجوائے کرنے کے لئے انوائٹ کیا تھا۔کیا فکریں پالی ہوئی ہیں آپ نے؟"

اور اگر تمہیں، ریزہ ریزہ ہوتے ہوئے بھی، فنا کی حدوں کو چھوتے ہوئے بھی کسی کو کھڑے دیکھنا تھا تو عارب عمر اس کی بہترین مثال تھا۔

"دل نہیں لگ رہا، عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی ہے۔زرینہ کا احساس نہ ہوتا تو کب کی واپس آ گئی ہوتی۔" ان کی آواز میں اداسی در آئی۔

”آپ اتنی ٹینشن کیوں لیتی ہیں؟ ادھر سب ٹھیک ہے۔ بے فکر رہیں۔“ لمحے کے لئے لہجہ بھاری ہوا۔

”زیان ٹھیک ہے؟“ انہوں نے نجانے کیا سوچ کر پوچھا تھا۔

عارب نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ ان کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔ کس منجدھار میں وہ اسے چھوڑ گیا تھا؟ وہ کیا سنبھالے اور کیسے سنبھالے؟

”اسے کیا ہونا تھا؟“ اس نے بمشکل سانس کھینچی۔

سائرہ چند لمحے خاموشی سے کچھ سوچتی رہیں۔

”جاتے ہوئے کچھ ڈسٹرب لگ رہا تھا۔“ ان کا انداز دھیما سا تھا۔

”نہیں، سب ٹھیک ہے۔ پریشان نہ ہوں۔“ اس نے تیزی سے کہا۔ مزید کچھ سن نہیں سکتا تھا اور کہنے کا کچھ حوصلہ نہیں تھا۔

”مجھے پتہ ہے کہ آپ نے سب کو کال کی ہوگی، موبائل سب کے آف ہیں اور آخر میں میرا خیال آیا ہوگا کہ اس غیر ضروری نمبر کو بھی کال ملا لیتے ہیں۔“ عارب نے

موضوع بدلتے ہوئے ہشاش بشاش انداز میں کہا۔ مگر یہ بشاشت صرف لفظوں تک محدود تھی۔

"میرا یہ راز تمہیں کس نے بتایا؟" مسکراہٹ دبائے انہوں نے شرارت سے پوچھا۔

وہ مسکرا بھی نہ سکا۔

چند ہلکی پھلکی باتوں کے بعد اس نے فون رکھ دیا۔ سر ہاتھوں میں گراتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔ وہ پھر تھکنے لگا تھا مگر... ڈھے جانے کا آپشن نہیں تھا۔ انتقام کا سفر بے رحم ترین تھا۔

ے جن دوستوں کی آج کمی ہے حیات میں

وہ اپنے درمیاں تھے، ابھی کل کی بات ہے

☆☆☆☆☆☆

رات اپنی تمام تر سیاہی سموئے دھیرے دھیرے گہری ہو رہی تھی۔ فضا کی خنکی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ احساس سے بے نیاز، سیڑھیوں پر تنہا بیٹھی تھی۔ سر اٹھائے، نگاہیں مکمل چمکتے قمر پر ٹکی تھیں۔ کیا اس کی چاندنی اب بھی جاوداں تھی یا واقعی مردہ ہو چکی تھی؟ وہ فیصلہ نہ کر سکی۔ جب دل مردہ ہو جائے، شائد ارد گرد ہر شے یونہی بے جان لگنے لگتی ہے۔

قدموں کی آہٹ گونجی۔ اسے تنہا، ٹھنڈ میں بیٹھے دیکھ کر اعظم مصطفیٰ کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ ان کی سرخ آنکھیں اب بھی گیلی تھیں۔

"وعدہ کریں کہ آپ اس کے سامنے ہمت رکھیں گے، بابا۔ میں جتنا کر سکتا ہوں، میں کروں گا۔ لیکن اس کی اصل طاقت آپ ہیں۔ آپ کا حوصلہ اسے مضبوطی دے گا۔ بھروسہ رکھیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔" ایک سال قبل عزت کے اس بدترین امتحان میں، اس نے اپنا ہر انتشار چھپاتے ہوئے نرم انداز میں تسلی دی تھی۔ وہ انداز جو ہمیشہ کے لئے زمل کے باپ کے ذہن پر نقش ہو گیا تھا۔ انہوں نے ضبط سے نمی اندر اتار لی۔

آہستگی سے شال اتارتے ہوئے وہ ہلکا سا جھکے اور اس کے کندھوں پر ڈال دی۔ وہ اب بھی نہ چونکی۔ بس سر جھکا دیا۔ اعظم دھیرے سے اس کے ساتھ بیٹھے۔ گردن موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا پھر نگاہیں جھکائیں۔ اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش تھی۔

"زمل۔" ان کا لہجہ زکام زدہ تھا۔

اس نے نظریں ترچھی کیں۔ متورم آنکھیں خالی تھیں۔ زندگی کا ہر احساس مر چکا تھا۔

"نماز پڑھ لی آپ نے؟" وہ آہستگی سے پوچھ رہے تھے۔

"میں نے اپنا ایمان کھو دیا تھا، اس سے بڑا کوئی خسارہ ہے؟" وہ زخمی انداز میں مسکرایا تھا۔

زمل کے لب بھینچ گئے۔ اس نے چہرہ سیدھا کرتے ہوئے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن دعا نہیں مانگی؟"

"کیا مانگتی؟"

"کیا مانگوں، بابا؟ مجھے لگتا ہے کہ وہ بھی مجھے دھتکار دے گا۔" تکان زدہ دھیمی آواز ماضی کے کسی دبیز پردے سے آزاد ہوئی تھی۔

اعظم نے اذیت سے آنکھیں میچ کر کھولیں پھر اسے دیکھا جو سر جھکائے تنکے اکھاڑ رہی تھی۔ شال اب بھی کندھوں پر پڑی تھی۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا جب دھیمی سی آواز نے فضا میں سرسراتی ہوا کو ساکن کر دیا۔ وہ اجڑے دیار کی طرح بکھری لڑکی کچھ کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یاد ہے آپ نے مجھے نکاح کے بعد کیا کہا تھا؟" آواز کا خالی پن کسی کھائی کی طرح گہرا تھا۔

اعظم کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ دل پر جیسے کسی نے پیر رکھ دیا تھا۔

"آپ کے بیٹے کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی۔ یہ یقین تھا آپ کو۔ میں نے اس کا مان رکھا۔ وفا نبھانے کے لئے اپنا سب کچھ وار دیا۔" آواز کانپی۔ قطرہ ٹوٹ کر لڑھک گیا۔ نظریں اٹھا کر باپ کو دیکھا۔ "آپ نے اسے کیوں نہیں کہا تھا، ابو؟ اسے کیوں نہیں کہا تھا کہ اپنا وعدہ نبھائے؟ اتنا تو حق بنتا تھا۔"

اس کے لفظ جو کبھی مرہم ہوتے تھے...اب سنگدلی کی حد پار کرتے ہوئے دل کو دہکا گئے۔ وہ نرم رعنائیوں والی لڑکی کسی سرمئی دھند میں کھو چکی تھی۔

"زمل۔" ان کی آواز لرز گئی۔ چہرہ متغیر پڑنے لگا۔

اس نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"میرا سب کچھ ختم کر دیا اس نے۔ کوئی ایسے بھی وفا کا صلہ دیتا ہے؟" گیلی آنکھوں سے کہتے ہوئے وہ اذیت کی انتہا پر لگی تھی۔

اعظم نے بے اختیار آنکھوں سے ٹوٹا قطرہ رگڑ دیا۔ کوئی ان سے پوچھتا تو ایک باپ کے لئے سب سے بدترین اپنی بیٹی کو اجڑتے دیکھنا تھا۔ مگر کسی نے کہا تھا کہ وہی اس

کا حوصلہ تھے... کسی زمانے میں اس نے ان کے لئے خود کو سنبھالا تھا... آج ان کی باری تھی۔

انھوں نے یونہی اس کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے خود سے لگا لیا۔ جھک کر اس کی پیشانی چومی۔ کئی آنسو بے قابو ہوتے ہوئے لڑھک گئے۔ سسکی لبوں سے آزاد ہوئی۔

زمل نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔ یادیں... پھر جان لیوا انداز میں حملہ آور ہوئی تھیں۔ خاموش آنسو آنکھوں سے ٹوٹتے چلے گئے۔ دل پھر سسک اٹھا۔ وہ بے آواز روتی گئی۔

اترتی رات کا کرب گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ مکمل قمر خاموشی سے بادلوں کی اوٹ میں ہو گیا کہ اذیت کا گواہ بننا کٹھن تھا۔

کئی لمحوں کے سرک جانے کے بعد ماہِ کامل کی مہین سلور روشنی، شیشے کی کھڑکی سے ٹکرائی تو کمرے کو اندھیر پایا۔ تبھی بنا کسی چرچراہٹ کے دروازہ دھکیلا گیا اور باہر سے پھوٹتی روشنی میں تھکا ہارا سراپا قدرے واضح ہوا۔ یونہی شال کندھوں کے گرد لپیٹے، وہ کتنی ہی دیر چوکھٹ میں کھڑی رہی۔

اس کمرے کا احساس اس کی جان نکال دیتا تھا مگر وہ پھر بھی اسی میں جینا چاہتی تھی۔ یہاں، دل کے کسی گوشے میں زندگی سانس لیتی محسوس ہوتی تھی۔ آنکھوں کو بے دردی سے رگڑتے ہوئے، وہ لمحے کے لئے رکی جب نگاہوں میں کچھ اٹکا۔ چہرہ پھر متغیر پڑا۔ پیشانی عرق آلود ہونے لگی۔

لرزتی انگلیوں سے اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر الٹی رکھی تصویر اٹھائی۔

مکمل لمحے... جاوداں احساس... روح کو سیراب کرتا ساتھ۔

(کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ واحد آواز اٹیچ باتھ سے پانی گرنے کی تھی۔ زمل نے لب دانتوں سے دباتے ہوئے ہاتھ میں تھامی تصویروں کو سامنے کیا۔ روشن آنکھوں میں زندہ دل مسکراہٹ تھی۔ اس نے ایک نظر باتھ روم کے بند دروازے پر ڈالی پھر یونہی دبے قدموں سے آگے بڑھ کر دونوں تصویریں الٹی کر کے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھیں یوں کہ سفید سائیڈ اوپر تھی۔ بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ بیڈ تک آئی اور خوامخواہ کور زا اتارنے لگی۔

کچھ دیر بعد ہینڈل گھوما اور وہ تولیے سے بال رگڑتا باہر نکلا۔ایک نظر زمل پر ڈالی جو سر جھکائے اپنے کام میں مصروف تھی۔تولیہ اسٹینڈ پر ڈال کر وہ ڈریسنگ ٹیبل تک آیا۔زمل نے بمشکل مسکراہٹ روکتے کنکھیوں سے اس کا عکس دیکھا۔

گیلے بال ماتھے پر گرے تھے اور دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ،وہ فل سلیوز شرٹ میں فریش لگ رہا تھا۔تبھی برش اٹھاتے ہوئے وہ بے اختیار رکا۔یونہی سفید کارڈ نما کاغذ کو کھسکا کر سیدھا کیا تو تاثرات لمحے میں بدلے۔

وہ دو تصویریں تھیں...ایک اس کی اور زمل کی تھی جو زبردستی کھنچوائی گئی تھی...جبکہ دوسری تصویر کا منظر تیئیس سال پرانا تھا۔چار سال کا وہی خوبصورت سا بچہ اپنے دادا کی گود میں بیٹھا،لبوں پر ہاتھ رکھے ہنس رہا تھا۔پیچھے کھڑے اس کے ماں باپ کا پرفیکٹ کپل آسودہ لگتا تھا۔

دونوں تصویروں میں اس کا جہان آباد تھا۔اس کی کہانی...اس کے رشتے...اس کا حاصل و محصول۔لبوں کو تکان زدہ مسکراہٹ چھو گئی۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔

زمل نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔اس کی آنکھوں کی چمک واضح تھی۔

"برا تو نہیں لگا؟"

"لگ سکتا ہے؟" اس کی مسکان میں چاشنی گھل گئی۔ تصویریں رکھ کر پھر برش اٹھالیا۔

زمل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ آنکھوں کا مان بھی۔ وہ کورز چھوڑے ڈریسنگ ٹیبل تک آئی اور تصویریں اٹھالیں۔

"کون سی زیادہ پیاری ہے؟"

"جس میں میری بیوی ہے۔"

زمل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں بے یقینی لہرائی۔

"یہ تمہارے کسی ناول کا ہیرو کہتا۔" وہ اطمینان سے بال برش کر رہا تھا۔ تبھی خود پر شعلہ بار نگاہوں کی تپش محسوس کر کے گردن موڑی۔ وہ ویسے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"غلط کہا ہے؟"

”میرا ہی دماغ خراب ہے کہ اپنا موڈ تمہارے ساتھ غارت کرتی ہوں۔“ بڑبڑاتے ہوئے تصویریں پھر الٹی کر کے رکھنے لگی۔ زیان نے یکدم ان پر ہاتھ رکھا تو وہ بے اختیار رکی۔ تعجب سے نگاہ اٹھائی۔ وہ یونہی تصویروں پر ہاتھ رکھے، ذرا سا جھکا۔

”یہ دونوں ایک دوسرے کو مکمل کرتی ہیں۔ ان دونوں کے بغیر میرا وجود ادھورا ہے۔“ نرمی سے، اپنے عام لفظوں میں سحر پھونک کر سیدھا ہوا۔

زمل کے گال گلابی پڑ گئے۔ بے اختیار تھوک نگلا۔ وہ اب پرفیوم اسپرے کر رہا تھا۔ وہی مخصوص خوشبو پھر پھیل گئی۔ یہ بندہ... وہ سر جھٹک کر پھر تصویروں کی طرف متوجہ ہوئی۔

”ویسے یہاں الٹا کر کے رکھنے کا مقصد؟“

اس نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔ وہ اب پھر اپنی اور اس کی تصویر دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر چھائے دھنک کے رنگ زیان ارتضی نے واضح دیکھے تھے۔

"چونکہ تصویریں لٹکانا منع ہے اور میں انہیں اپنے ارد گرد، اپنے ہاتھوں میں محسوس کرنا چاہتی ہوں تو ایسے اپنی معصوم سی خواہش پوری کر لیتی ہوں کیونکہ میرا شوہر کسی ناول کا ہیرو تو ہے نہیں کہ میری تصویروں کو فریم کروا کے کمرے میں لگوائے گا۔" آخر تک انداز ٹھیک ٹھاک، بھگو کر مارنے والا ہو گیا تھا۔

زیان بے اختیار ہنس دیا۔ زمل بھی سر جھٹک کر اپنی بات پر مسکرائی۔

شیشے سے ٹکراتی کرنوں کی تمازت یکدم بھڑک اٹھی تھی۔)

حال میں جھانکو تو وہ زخم خوردہ اور ادھورا ہو چکا تھا۔ بے رنگ مائع کا قطرہ، تصویر پر گرا تو زمل نے آہستگی سے انگوٹھا پھیر کر نمی صاف کی۔ ماضی کے قید کئے اس مکمل پل کی رعنائی واضح تھی۔ وہ دھندلی پڑتی نگاہوں سے فقط اس کا چہرہ دیکھے گئی جس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ سیاہ سویٹر پر گرد لگی تھی اور بال... زمل کے لب کپکپا گئے، بے اختیار مٹھی بھینچی... اس کے بال پیشانی پر ذرا سے گرے تھے جنہیں پھر پیچھے کرنے کی خواہش شدت سے اٹھی۔

دل میں کوئی لاوا سا پھٹا تھا۔ وہ بیڈ سے ٹیک لگائے، قالین پر بیٹھتی چلی گئی۔

"میں نے کہا تھا کہ میری محبت کو مت آزمانا۔" وہ بے آواز بڑبڑائی۔ آنسو تیزی سے لڑھک رہے تھے۔

"اور تم نے تاعمر اندھیرے دان کر دیئے۔"

آواز دل کی تھی اور نگاہیں اب بھی اس کے چہرے پر جمی تھیں۔ وہ بے تحاشا تھک چکی تھی مگر گرم مائع ہنوز ویسے ہی بے کراں تھا۔ ہر تکلیف کی شدت ویسی ہی تھی۔ گزرتا وقت فقط اس میں اضافہ کر رہا تھا۔

اس نے آہستگی سے لب تصویر پر رکھتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔ ایک آخری نظر... اس کی قسمت میں تو یہ بھی نہ آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

تبھی ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ دھکیلا گیا۔ قدموں کی آہٹ ابھری۔

"زمل۔" مائعزم نے آہستگی سے پکارا۔

وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔ ہر رستا زخم پھر ادھڑ گیا تھا۔ مائعزم اور انابیہ ہر لمحہ اس کے ساتھ رہی تھیں مگر خاموش کردار کے طور پر۔ وہ جیسے اس کے سوالوں سے بچنا چاہ رہی تھیں۔

"میڈیسن لے لیں تم نے؟"

اس نے ویسی ہی متورم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ مائعزم نگاہیں چرا کر رہ گئی۔ زمل آہستگی سے اٹھی اور تصویر کو بیڈ پر یونہی الٹا کر کے رکھتے ہوئے نگاہوں کا زاویہ موڑا۔

"اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟" یہ آواز اس کی نہیں تھی۔ انداز بھی نہیں۔ وہ زبان پر نام لاتی تو نئے سرے سے اجڑ جاتی۔ دل میں کوئی پھانس سی چبھتی جو سانس لینا مشکل کر دیتی۔

ہیزل آنکھوں والی لڑکی کی پلکیں لرز گئیں۔ دل عمیق گہرائیوں میں ڈوب گیا۔ وہ لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔

"مائعزم؟" وہ تھک کر بیڈ کے کنارے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی۔اس کے قدم، بوجھ اٹھانے سے انکاری ہو رہے تھے۔

"ہم نے آفندی کو ٹریپ کرنے کا پلان بنایا تھا۔" آواز سرگوشی کی مانند تھی۔

زمل کے لب بھینچ گئے۔آنکھوں میں اب کچھ سلگا تھا۔کاذب کا ہر وعدہ جھوٹا ثابت ہوتا جا رہا تھا۔وہ اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں اور بھاری پڑتے تنفس کے ساتھ اسے بولتے سنتی گئی۔الفاظ سیسے کی طرح سماعتوں میں اترتے دل میں حشر برپا کرتے رہے۔

"تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا؟" اس نے اسی ویران انداز میں پوچھا تھا۔

"انہوں نے ویڈیو بھیجی تھی۔" مائعزم نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔

لمحے کے لئے اس کا سانس رک گیا۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔وہ اسے ڈھونڈ نہیں سکے تھے۔وہ اب بھی لاعلم تھے کہ وہ کہاں تھا؟ تکلیف ذات کو ٹکڑوں میں بکھیرتے ہوئے ریزہ ریزہ کرنے لگی۔

”اللہ۔“اس نے آنکھیں میچتے ہوئے گردن ترچھی کی۔آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔شیشے کے پار سیاہی کی بکل مارے آسمان ویسے ہی خاموش تھا۔

”وہ یہ ڈیزرو نہیں کرتا تھا۔“دل کا وہی کونا مجروح ہوا تھا۔

چند لمحے گہرے سانس لیتی خود پر قابو کرتی رہی۔آنسو ہنوز لڑھک رہے تھے۔

”مجھے ویڈیو دیکھنی ہے۔“

مائعزم کی آنکھوں میں وحشت جاگی۔اس نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔

”نہیں،زمل۔بالکل بھی نہیں۔“اس کے سخت انداز میں قطعیت تھی۔وہ کیوں خود اذیتی کی درپے تھی؟

وہ ویسے ہی بنا کچھ کہے،خاموشی سے نگاہیں اٹھائے اسے دیکھتی رہی۔مائعزم نے بے بسی سے پیشانی مسلی۔

”کیوں کر رہی ہو اپنے ساتھ ایسا؟“آواز میں کرب تھا۔

”مجھے ایک آخری دفعہ اسے دیکھنا ہے۔“

www.novelsclubb.com

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد، ویران سی سرگوشی گونجی تھی۔ کہتے ہوئے اس نے بے دردی سے آنکھیں رگڑ دیں۔ آخری نظر... جو نصیب میں نہیں تھی۔

مائعزم نے اذیت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے وہ پلٹ گئی۔ زمل ویسے ہی اسے جاتے دیکھتی رہی۔

چند لمحوں بعد اس کی واپسی ہوئی۔ ہاتھ میں تھامے روشن لیپ ٹاپ کو بیڈ پر رکھتے ہوئے سیدھی ہوئی۔ ڈبڈبائی نگاہوں سے اسے دیکھا پھر اس کے دونوں ٹھنڈے پڑتے ہاتھ تھامتے ہوئے، پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی۔

''آئی ایم سوری، زمل۔ آئی ایم رئیلی سوری۔'' آواز بھیگی ہوئی تھی۔ ''وہ تمہاری امانت تھا جو ہم لوٹا نہ سکے۔''

کوئی بات اب اس کی تکلیف کا مداوا نہیں کر سکتی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ مائعزم اس کے ہاتھ تھپک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دروازہ بند ہوا تو زمل نے آنکھیں میچ لیں۔آنسو یکے بعد دیگرے لڑھک گئے۔

نظریں ذرا سی ترچھی کیں تو اسکرین پر پاز کا نشان نظر آرہا تھا۔لمحے سرکے...پل پگھلے...دل کٹ کر خون گرانے لگا۔اپنی کہانی کا یہ موڑ وہم و گمان میں نہ تھا۔

دھندلی نگاہوں سے چند لمحے اسکرین کو دیکھتی رہی۔ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں سے ٹچ پیڈ کو چھوا۔انگلیوں میں لرزش تھی۔

وہی دل کو اندھیروں میں دھکیلتا منظر واضح ہوا۔اس کو اپنی دنیا درہم برہم ہوتی محسوس ہوئی۔

"تمہاری موت سے ہماری کہانی نہیں رکے گی۔"

سانس لمحے کے لئے اٹک گیا۔اڑتالیس گھنٹوں بعد وہ نگاہوں میں آیا تھا اور قلب راکھ کر گیا۔بے تاثر چہرہ اور سپاٹ آنکھیں۔پیشانی پر خون رس رہا تھا۔پیچھے کو بندھے ہاتھوں کے ساتھ وہ بمشکل اپنے قدموں پر کھڑا تھا۔وہ زخموں سے چور نڈھال لگتا تھا۔وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔جن کنتھئی آنکھوں کی گہرائی سے اس نے محبت کی تھی...وہ ہر جذبے سے خالی تھیں۔دل میں حشر بے کراں ہونے لگا۔

www.novelsclubb.com

”پھر تمہیں...اپنے انجام سے...ڈرنا چاہیے۔“

وہ بے جان انداز میں مسکرایا تھا اور یہ پہلی دفعہ تھا کہ اس کی مسکراہٹ نے زمل کی تکلیف کو آخری حدوں تک بھڑکایا تھا۔ پلکوں پر ٹکے آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔

اس نے آہستگی سے اسکرین کو چھوا۔ وہ حقیقت کیوں نہ تھا؟ جو حقیقت تھی، وہ اس میں جی کیوں نہیں پا رہی تھی؟

”کہانا جو پیچھے بچے ہیں، وہ ویسے بھی کچھ کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔“

وہ بنا پلک جھپکائے، سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔ آنسو ویسے ہی لڑھک رہے تھے۔ وہ کچھ نہیں سن رہی تھی، سماعت کو بصارت نے مفلوج کر دیا تھا۔ وہ فقط اس کے زخم زخم چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اگر تم کھڑکی سے جھانکو تو کسی سفید مورت کا گمان ہوگا جو نمک کی کان میں ڈھل گئی تھی۔ بے بسی جان نکالنے لگی۔

”سوا الوداع کرتے ہیں۔“

الوداع... کوئی ٹرانس ساٹوٹا تھا۔ تنفس کہیں اندر ہی گھٹ کر رہ گیا۔ زمل نے بمشکل سانس کھینچنے کی کوشش کی۔ سب دھند میں مبہم ہو رہا تھا، مگر زخمی چہرہ لئے وہ واضح تھا اور بس وہی واضح تھا۔

زیان نے لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں۔ چہرے پر سایہ سالہرایا۔ بے بسی کی ہلکی سی رمق ابھری۔

اس نے آفندی کو پستول والا ہاتھ لمبا کرتے دیکھا۔ جان جیسے حلق میں اٹک گئی۔ آنکھوں میں بے تحاشا وحشت امڈ آئی۔ اس سے پہلے کہ وہ ویڈیو روک پاتی، اعتزاز نے ٹریگر پر دباؤ ڈالتے ہوئے فائر کر دیا۔ منظر لمحے کے لئے دھندلا ہوا۔ زیان نے آنکھیں بند کرلیں۔ جسم کو جھٹکے لگے۔ سینے سے خون ابلنے لگا۔

دور کہیں کوئی آتش فشاں پھٹا تھا... جس کا سلگتا لاوا، اس کے وجود میں بھرتا گیا۔ اپنا آپ فنا ہوتا محسوس ہوا۔

”زیان۔“ حلق سے چیخ نکلی تھی۔ کئی پہروں بعد وہ نام، لبوں سے آزاد ہوا تھا۔

وہ لڑکھڑا کر پورے قد کے ساتھ گرا تھا اور زمل کو اس کے ساتھ ہی اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔

اس نے زخم دیکھے، خون دیکھا، موت دیکھی۔

زمل اعظم نے اپنے سامنے زیان ارتضی کو مرتے دیکھا۔

تکلیف اتنی شدت سے اٹھ رہی تھی کہ برداشت کی حدوں کو پار کرنے لگی۔ وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔ وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے ویسے ہی پھوٹ کر رو رہی تھی۔ وہ زندگی بھر اس سرخ منظر سے آزاد نہیں ہو پائے گی۔

تو طے ہوا کہ یہی ان کی کہانی کا انجام ٹھہرا تھا؟

www.novelsclubb.com

سرمئی میں مدغم سنہری عکس کی داستان ادھوری رہ گئی تھی جس کو کاملیت شائد اب کسی اور جہان میں بخشی جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆

رات کا اندھیرا دھیرے دھیرے گہرا ہو رہا تھا جب ڈور بیل کی آواز نے خاموشی کو چیرا تھا۔ بوتل سے پانی کی دھار گلاس میں انڈیلتے ہوئے سائرہ لمحے کے لئے ٹھٹکیں۔ حیران نگاہوں نے کلاک کو دیکھا پھر وہ بے اختیار کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلیں۔ آنکھوں میں الجھن سی تھی۔ دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے گہری سانس لی۔

"کون؟" ان کی آواز محتاط سی تھی۔

"ممی۔" دروازے کے پار سے دھیمی سی پکار گونجی تھی۔

سائرہ کا دل رکا، دنیا بھی ساتھ ہی رک گئی۔ تین سال پہلے کا لمحہ پھر آگیا تھا۔ دروازے کے پار سے ایک بار پھر انہیں پکارا گیا تھا لیکن آج کوئی ملائکہ عباس نہیں تھی... جو ان کے درمیان حائل ہوتی۔ آج صرف ماں تھیں اور... بیٹا تھا۔

انہوں نے بے قراری سے ان لاک کرتے ہوئے دروازہ کھولا۔ نجانے کیوں انگلیوں میں ہلکی سی لرزش تھی۔

مگر وہ لمحہ قیامت تھا جو دل کو اجاڑ گیا۔

"زیان۔" سانس حلق میں اٹکنے میں لگا۔

وہ لہولہان وجود لئے بمشکل اپنے قدموں پر کھڑا تھا۔ آنکھوں میں زندگی کی ہر چمک دم توڑ گئی تھی۔ سائرہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے سنبھال پاتیں، وہ لڑکھڑا کر پورے قد کے ساتھ گرا تھا۔ سائرہ کے حلق سے چیخ نکلی۔ وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکیں۔ ان کی سانسیں درہم برہم ہونے لگی تھیں۔

"زیان... میری طرف دیکھو... ایسے نہیں کرو، زیان۔ جان ایسے مت نکالو۔" وہ روتے ہوئے چیخ اٹھیں۔ کانپتے ہاتھوں سے وہ اسے ہوش میں رکھنے کی ناکام سعی کر رہی تھیں۔ سانسیں ٹوٹنے کا اصل مفہوم، اس پل جانا تھا۔

"ماں۔" وہ ڈوبتی آواز میں ہلکا سا کراہا تھا۔

سائرہ نے تڑپ کر اسے بازوؤں میں سمیٹتے ہوئے سینے سے لگایا اور دیوانہ وار اس کی پیشانی چومی۔ان پر جیسے جنون سی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔

''ماں کی جان۔کچھ نہیں ہو گا...میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی،زیان۔''وہ جیسے پاگل ہو رہی تھیں۔خود کو یقین دلاتے ہوئے وہ بلک رہی تھیں۔

ان کی آغوش میں،وہ نیم جاں ہو رہا تھا۔سانسیں اب بھاری پڑنے لگی تھیں۔زندگی موت کی سیاہی میں ڈوب رہی تھی۔سائرہ کو اس کا وجود بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ان کی روح کانٹوں پر گھسیٹی گئی تھی۔

''زیان۔''وہ چیخ پڑی تھیں۔

www.novelsclubb.com

تبھی اندھیرے چھٹتے گئے۔وہ کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھیں۔چہرہ آنسوؤں سے تر تھا،تنفس بے ترتیب۔کھڑکیوں کے پار شام کا ملگجا سا اندھیرا پھیل رہا تھا۔

حلق میں جیسے کانٹے اگ آئے تھے۔انہوں نے بمشکل سانس کھینچنا چاہا۔وہ بدترین لمحہ تھا جو جی لیا تھا۔انہوں نے کانپتے ہاتھوں کو پھیلا کر دیکھا۔

ان کی آغوش ویران تھی۔

آنسو تیزی سے ابل پڑے۔رواں رواں تڑپ اٹھا تھا۔بے آواز بہتے آنسوؤں کو رگڑتے ہوئے انہوں نے موبائل اٹھایا۔وہ نمبر نہیں ڈائل کر پا رہی تھیں۔آنکھوں کے آگے دھند چھا رہی تھی۔دل واقعی رکنے لگا تھا۔

”خیریت، ممانی جان؟“عارب کی متفکر آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

آنسوؤں کی شدت آواز بند کر رہی تھی۔ حلق دکھ رہا تھا۔

ڈرائیو کرتے عارب کے ذہن کو کوئی سیاہ خیال چھو گیا۔تاثرات ڈھیلے پڑتے گئے۔ اس نے آہستگی سے کار سڑک کے کنارے پر روکی۔فرنٹ مرر سے منعکس ہوتی آنکھوں میں کرچیاں سی بکھر گئیں۔

”ممانی جان؟“اس نے دھیرے سے پکارا تھا۔

”زیان... کہاں ہے،عارب؟“آواز کانپی۔آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔

"میں آپ کو لینے آرہا ہوں، ڈونٹ وری۔ کچھ نہیں ہوا۔" اس نے جیسے بے بسی سے کہنا چاہا۔

"نہیں۔" سائرہ نے شدت سے نفی میں سر ہلایا۔ "مجھے بتاؤ، میرا بیٹا کہاں ہے؟ وہ تمہارے ساتھ تھا، عارب۔"

لڑکھڑاتی آواز بلند ہوئی۔ اسٹیرنگ وہیل تھامے شخص کی جیسے روح جھلس گئی۔ آنکھوں میں جلن ہونے لگی۔ وہ اس کے ساتھ ہی تو تھا... وہ کیسا محافظ تھا جو اپنے بھائی کی حفاظت نہ کر سکا؟

"ممانی جان، پلیز۔ میری بات سنیں۔" لہجہ ہر اذیت سے عاری تھا۔ مستحکم آواز تھی۔ "اسے کچھ نہیں ہوا، وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔ ریلیکس۔"

سائرہ نے لرزتے ہاتھ سے چہرہ رگڑا۔

"پھر کال کیوں نہیں اٹھا رہا؟" وجود میں اب بھی لرزش تھی۔

"موبائل ڈیڈ..."

"اسے کہو، مجھے لینے آئے ورنہ میں نہیں آؤں گی۔"

وہ عارب عمر کی حد آزما رہی تھیں... وہ پتھر ہوئے شخص کو ریزہ ریزہ کر رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں کی سرخی اب بڑھنے لگی تھی۔ دل کے ٹکڑے مزید کرچیوں میں بٹ گئے۔

"آپ بات سمجھنے کی کوشش کریں، ممانی جان۔ میں کسی کام سے ضلع میں آیا ہوا ہوں، پندرہ منٹ لگیں گے بس۔" وہ رسان سے کہہ رہا تھا۔ "زیان کو دیر لگ جائے گی۔"

www.novelsclubb.com

اس کی آواز آخر میں کانپی تھی۔ سائرہ نے بے بسی سے آنسو رگڑ دیئے۔

"میں آرہا ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔"

کال بند کرتے ہوئے انہوں نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔

وہ درست تھیں...ماؤں کے الہام اولاد کے متعلق غلط نہیں ہوتے تھے۔

"اب اور نہیں، اللہ پلیز۔" وہ روتے ہوئے یہی دہرا رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

ایذاء کا دوسرا دن طلوع ہوا اور پھر اسی بوجھل انداز میں شام میں ڈھلتا گیا۔ آسمان پر سرمئی بادلوں کا راج تھا جو کسی بھی لمحے برسنے کے لئے تیار لگتے تھے۔ لاؤنج میں وہی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے زمل خاموش نگاہوں سے کلاک کی حرکت کرتی سوئی کو دیکھ رہی تھی۔ وقت اتنا سست رفتار کیوں ہو چکا تھا؟

www.novelsclubb.com

انابیہ آہستگی سے اس کے پاس بیٹھی۔ وہ ہلکا سا چونکی پھر گہری سانس لے کر نظریں سیدھی کر لیں۔

"کیسی طبیعت ہے؟"

"ٹھیک۔" یک لفظی جواب دے کر وہ ویسے ہی کلاک کو دیکھ رہی تھی۔ زرد رنگت کے ساتھ پژمردہ لگ رہی تھی۔

انابیہ نے بے بسی سے کچن سے نکلتی مائعزم کو دیکھا جس نے پلکیں جھپکا کر جیسے تسلی دی۔ تبھی ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بج اٹھا۔مائعزم نے نگاہیں جھکا کر غیر شناسا نمبر کو جلتے بجھتے دیکھا پھر جھک کر اٹھا لیا۔

"کیا حال چال ہیں؟" ملائکہ کی کھنک دار آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

مائعزم کو کوئی جوار بھاٹا سا پکتا محسوس ہوا۔چہرہ پر تنفر کی رمق لہرائی۔اس نے کال اسپیکر پر لیتے ہوئے انابیہ کو اشارہ کیا۔اس نے نا سمجھی سے ابرو چکائے۔

"کال کس لئے کی ہے؟"

"ارے۔" وہ ہنس پڑی۔"افسوس کرنے کے لئے۔"

www.novelsclubb.com

اب آواز چہار سو پھیلی تھی۔انابیہ سمجھ کر تیزی سے اٹھی۔زمل نے نگاہیں پھیر کر موبائل کو دیکھا۔گلابی آنکھیں ہنوز بے تاثر تھیں۔

"میں کھیل اس موڑ پر کبھی نہیں لانا چاہتی تھی۔" وہ مصنوعی تاسف سے کہہ رہی تھی۔

زمل کے حلق میں کوئی پھندا سا پڑا۔ سکوت چھایا رہا۔ کوئی طوفان، کوئی اشتعال کچھ محسوس نہیں ہوا۔

انابیہ کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر متحرک تھیں۔ مائعزم خاموشی سے سن رہی تھی مگر چہرہ سرخ پڑتا جا رہا تھا۔ ٹریس کرنے کے لئے اسے یہ کال لمبی کرنی تھی۔

"ویسے تم لوگوں نے اتنی جلدی ہار مان لی؟" اس کے انداز میں حیرت نمایاں تھی۔ "وہ تو کہہ رہا تھا کہ تم لوگ قبر تک ہمارا پیچھا کرو گے۔"

"تم بھی یہیں ہو، ہم بھی یہیں ہیں۔" مائعزم پھنکاری تھی۔ شائد زندگی میں کسی سے اتنی نفرت محسوس نہ ہوئی تھی۔

"پھر ہم منتظر ہیں۔" وہ ہلکا سا ہنسی۔ "زمل پر ترس آ رہا ہے۔ کسی بے گناہ مہرے کی طرح وہ بھی اس سب کی لپیٹ میں آ گئی۔"

www.novelsclubb.com

یکدم آسمان پر بجلی کڑکی۔ لمحے کے لئے کھڑکیاں روشن ہو گئیں۔ بادل تڑاتڑ برسنے لگے۔ بے تاثر چہرے کے ساتھ وہ خاموش رہی یوں جیسے کوئی فرق نہ پڑ رہا تھا۔ جو کھو دیا، اس کے آگے سب ہیچ تھا۔ انابیہ نے سر مزید جھکا لیا۔

"میں نے وارن کیا تھا کہ رات گہری ہونے والی ہے۔ اب دیکھ لو، عرصے سے جاری بازی میرے نام ٹھہری۔ اپنا مقام حاصل کر لیا، زیان ارتضٰی کو ختم کر دیا۔ راستہ صاف ہو چکا ہے۔"

"مائعزم۔" زمل کی آواز کانپی۔ آنکھوں میں دنیا جہاں کا خوف امڈ آیا۔

اس نے چونک کر اسے دیکھا پھر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں پلٹی تو قدموں سے جیسے جان نکلنے لگی۔ کال کاٹ دی۔ انابیہ نے بے اختیار سر اٹھایا، اگلے ہی لمحے تیزی سے اٹھی۔

"یہ... یہ کیا کہہ رہی تھی؟" سائرہ خالد کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ دل رک رہا تھا۔ وہ سیسہ تھا جو سماعتوں میں اترا تھا۔

www.novelsclubb.com

ان کے پاس گھر کی چابی تھی، وہ ابھی آئی تھیں لیکن جو گزرے لمحے میں سنا تھا، وہ زہر دل کو مار گیا۔

''ممانی جان۔''انابیہ نے بے بسی سے کہنا چاہا۔

وہ جھٹکے سے دو قدم پیچھے ہٹیں۔ وحشت زدہ نگاہوں نے زمل کو دیکھا۔ زرد چہرہ، آنکھوں تلے گہرے حلقے، وہ بھیگی سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ اذیت، بے بسی، درد۔ یہ وہ لڑکی نہیں تھی، جسے وہ دو دن پہلے چھوڑ کر گئی تھیں۔ وہ اجڑ چکی تھی۔ اس کی نظروں کا تاثر ان کی جان نکالنے لگا۔

''میرا بیٹا کہاں ہے، زمل؟''ان کا لہجہ آخر میں لڑکھڑایا تھا۔ کوئی دل کو مٹھی میں بھینچتے ہوئے سانس روک رہا تھا۔ کوئی نام نہیں... بس وہ رشتہ جوان کی زندگی کا محور تھا۔

زمل نے آنکھیں میچ لیں۔ صوفے کی گدی کو زور سے مٹھی میں بھینچ کر اس درد کو برداشت کرنے کی کوشش کی جو نئے سرے سے اٹھنے لگا تھا۔ ایک خاموش سا آنسو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹوٹ کر گرا۔ وہ اس قیامت سوال کا کیا حشر جواب دے؟ قلب میں اٹھتی تکلیف شدید ہونے لگی۔

"زین۔" سائرہ نے کانپتی آواز میں پکارا۔ دل سسک اٹھا۔ روح مجروح ہونے لگی۔ قدموں سے جان نکلنے لگی۔ انہوں نے بے اختیار چوکھٹ کا سہارا لیا۔

زمل ہارے ہوئے قدموں سے اٹھی اور ان کے قریب آئی۔ سائرہ نے وحشت زدہ انداز میں نفی میں سر ہلایا۔ اسے ایسا کچھ بھی بولنے سے روکنا چاہا جو انہیں بے موت مار دے۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ آئے گا لیکن نہیں آیا۔ اس نے ہمیں چھوڑ دیا، آنٹی۔" زخمی انداز میں اس کی آواز سرگوشی سے کم نہ تھی۔ وہ بھاری تنفس کے ساتھ انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میں یہیں ہوں، ممی۔ یقین کریں، کبھی نہ جانے کے لئے آیا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

دل اتھاہ گہرائیوں میں جا گرا۔ سانس رکنے لگا۔ وہ کسی بے جان لاش کی طرح سفید پڑ گئیں۔ کپکپاتے لبوں کو سختی سے بھینچتے ہوئے انہوں نے بمشکل نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں... وہ ایسے کیسے...؟" ان کے بے ربط الفاظ ٹوٹ گئے۔

"میں نے سب سے زیادہ محبت آپ سے کی ہے، ممی۔ میری مضبوطی کی وجہ بھی آپ ہیں۔"

وہ خیال کسی کرنٹ کی طرح ہر چیز کی تصدیق کرتا گیا۔ زیان ارتضی ایک بار انہیں چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اس دفعہ کا احساس سب سے بدترین تھا، سب سے زیادہ جان لیوا تھا۔

www.novelsclubb.com

سب سمندر کی سیاہ گہرائیوں میں پانی کی دبیز لہروں میں ڈوب گیا۔ سانس ساکن، دھڑکن شل، ہر جذبے کی موت ہوتی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

آفندی ہاؤس ویسے ہی سیاہی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کشادہ کمرے میں سیگریٹ کی بو پھیلتی جا رہی تھی۔ پاؤں لمبے کر کے ٹیبل پر رکھے، وہ خلا میں گھورتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔ گلاسسز سے جھلکتی بے رحم آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

تبھی میسج ٹون بجی۔ اس نے گردن پھیر کر بیزاری سے موبائل کو دیکھا پھر سر جھٹک کر اٹھا لیا۔ کسی غیر شناسا نمبر سے آڈیو بھیجا گیا تھا۔ وہ چند لمحے آنکھیں سکیڑے اسکرین کو دیکھتا رہا۔ نمبر غیر ملکی تھا۔ اس آڈیو فائل میں کوئی وائرس بھی ہو سکتا تھا۔ مگر پھر ساری سوچوں کو جھٹکتے ہوئے اس نے اسکرین کو چھوا۔

"کام ہو گیا۔" بھاری، سپاٹ اور مشینی سی آواز گونجی۔

وہ ہلکا سا چونکا۔ آنکھوں میں اچھنبا ابھرا۔

"میں کی چین وہاں گرا آیا ہوں۔ حسام ارتضیٰ کا جال میں پھنسنا طے ہے۔"

پل کے لئے اس کا سانس رک گیا۔ وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔ پاؤں نیچے اتارے۔

"اب سی سی ٹی وی فوٹیجز تیار کرو۔ اعتزاز کو یہی لگنا چاہیے کہ اس کے باپ کا قتل حسام نے کیا ہے۔"

اس کے ار گرد ساری آوازیں بند ہو گئیں۔ ایک ہی نقطے پر نگاہیں مرکوز کئے، وہ ساکت رہ گیا۔

"میرے باپ کی بے گناہی کے ثبوت میرے پاس ہیں لیکن میں وہ تمہارے آگے نہیں رکھوں گا۔" کٹھی آنکھوں کے سپاٹ پن میں چنگاریاں لئے وہ اس کے سامنے کھڑا کہہ رہا تھا۔

اعتزاز نے بے اختیار گردن مسلی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ آواز مصنوعی تھی۔ وائس کنورٹر سے تبدیل شدہ تھی لیکن پھر بھی لہجہ اسے کھٹک رہا تھا۔ انداز بھی مانوس لگ رہا تھا۔

اس نے آنکھیں میچ کر ذہن پر زور دینا چاہا۔ کیا وہ واقعی سچ کہہ رہا تھا؟ سر جھٹکتے ہوئے اس نے دوبارہ آڈیو پلے کیا۔

www.novelsclubb.com

آواز پھیلتی گئی۔ کتنی ہی دفعہ بار بار اس نے وہ الفاظ سنے۔ چہرے کے تاثرات تن گئے۔ آنکھوں میں تناؤ امڈ آیا۔

اسے فیصلہ کرنے سے پہلے ایک آخری تصدیق کرنی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

بادل پوری قوت سے برس رہے تھے۔ گیلی ہوتی شیشے کی کھڑکیوں کے پار مغرب ڈوبتی دکھائی دے رہی تھی۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ سلام پھیرتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کرکے گہری سانس لی۔ لڑھکتے آنسوؤں کا ہاتھ کی پشت سے رگڑتے ہوئے چہرہ چھپالیا۔

www.novelsclubb.com

دل خوف کے سائے میں لرز رہا تھا۔ سائرہ کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ پچھلے چار گھنٹوں سے وہ بمشکل خود کو سنبھال رہی تھی۔ تنہائی کسی لازمی جز کی طرح زندگی میں شامل ہوگئی تھی۔

گیلی آنکھوں کے ساتھ چہرہ جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

"میرا کیا قصور تھا، اللہ؟" بھیگی مدھم سرگوشی میں کرچیاں تھیں۔ "آپ جانتے تھے کہ ہم سب کی سانسیں اس سے جڑی ہیں، پھر بھی آپ نے اسے چھین لیا۔ صرف اس کی زندگی عطا کر دیتے، کیوں مجھے خالی ہاتھ لوٹا دیا؟"

دل کے زخم نئے سرے سے ادھڑ گئے۔ وہ احساس روح کو سلگا رہا تھا۔ خالی کمرہ...اس کی جان نکال رہا تھا۔ ایسی ہی ایک رات میں وہ تنہا بکھر رہی تھی جب زیان ارتضیٰ نے اسے تنہا نہیں رہنے دیا تھا، بنا کچھ کہے وہ اس کی اذیتوں کو سمیٹ گیا تھا۔ وہ لمس جو اس وقت جھلستی ذات کو کسی پھوار کی طرح پر سکون کر گیا تھا، وہی اب دل کو ریزہ ریزہ کر رہا تھا۔

موبائل کی بیل نے لمحے کے لئے سانس روک دیا۔ انابیہ کا نمبر اسکرین پر چمک رہا تھا۔ ہاتھوں میں لرزش اتر آئی۔ اب کون سی نوید اس کی منتظر تھی؟

"زمل۔" انابیہ کی ویران آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"کیا ہوا؟" آواز اتنی دھیمی تھی کہ وہ خود بمشکل سن سکی۔

"ڈاکٹرز نے کومے کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔"

زمل اعظم نے ایک نگاہ اپنی بکھرتی قسمت پر ڈالی، ہاتھوں سے پھسلتے رشتے محسوس کئے، اپنی تنہائی کے رستے زخموں کا آسیب جانا۔

بنا کچھ بھی کہے کال کاٹ دی۔ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے چہرہ چھپا لیا۔ آگ یوں جھلس اٹھی تھی کہ سارے آنسو بھاپ بن گئے۔ اس نے رونا چاہا مگر قطرے خشک ہو چکے تھے۔

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔" وہ ویسے ہی آہستگی سے بڑبڑائی۔

اسے نہیں علم کہ کتنے پہر بنا چاپ کے پھسل گئے۔ وہ وہیں اپنے سناٹوں میں گم بیٹھی رہی۔ ہر احساس سے بے نیاز، ہر جذبے سے مبرا، ہر امنگ سے خالی۔

مائعزم نے آہستگی سے دروازہ دھکیلا۔ نیم اندھیر کمرے میں روشنی اپنا راستہ بناتی اندر آئی۔ اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا۔ زرد سیلنگ لائٹس جل اٹھیں۔

www.novelsclubb.com

"زمل۔" دھیرے سے پکارتے ہوئے وہ اس کے قریب آئی اور دو زانو ہو کر مقابل بیٹھی۔

وہ ویسے ہی سر گرائے خاموش رہی۔

"آنٹی ٹھیک ہو جائیں گی۔ پریشان مت ہو۔" اس کے ہاتھ نرمی سے تھپکتے ہوئے تسلی دی۔ مگر اسے خود بھی اپنے الفاظ کے کھوکھلے پن کا احساس تھا۔

"ہم دونوں کا غم ایک سا تھا۔ میں ان کی آغوش میں چھپ کر ڈھیر سارا رونا چاہتی تھی۔ اتنا کہ میرا دل ان زخموں سے پر سکون ہو جاتا۔ مگر وہ بھی اپنے بیٹے کی ماں ہیں۔ تنہا کر جانا زیادہ آسان تھا۔" زخمی آواز میں بے بسی کی رمق اور اذیت کی لہریں تھیں۔

مائعزم بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ محض دو دنوں میں وہ اجڑی ہوئی لگ رہی تھی۔ چند لمحے وہی بوجھل سی خاموشی چھائی رہی۔

"مجھے کچھ بات کرنی تھی، اگر تم مان جاؤ۔" مائعزم کا انداز دھیما تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور گیلی زکام زدہ سانس اندر کو کھینچی۔

"آفندی کی ڈیمانڈ تھی جو زیان نے پوری نہیں کی۔ پاور آف اٹارنی، کمپنی کے شئیرز، سفید محل کے کاغذات۔ وہ یہ سب چاہتے تھے لیکن اس نے نہیں دیا۔ وہ یہ سب حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ تم یہاں محفوظ نہیں ہو۔ کچھ عرصے کے لئے ہمارے ساتھ چلو۔ جب حالات نارمل ہو جائیں تو آ جانا۔" وہ سوچ سوچ کر آہستگی سے کہہ رہی تھی۔

بیڈ سے ٹیک لگاتے ہوئے زمل خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ آنکھوں میں کچھ نہ تھا۔

"مجھے پتہ ہے کہ گھر چھوڑنا تمہارے لئے مشکل ہو گا لیکن پلیز یہ صرف کچھ دنوں کے لئے ہے۔" مائعزم نے رسان سے کہا۔

"مجھے کوئی سیکیورٹی نہیں چاہیے، مائعزم۔ وہ لوگ اب مجھ سے کچھ نہیں چھین سکتے۔" ویسے ہی ٹھوڑی گھٹنوں پر ٹکائے اس نے خالی انداز میں کہا۔

"زمل بات سمجھو۔ ہم تمہیں یہاں نہیں چھوڑ سکتے جب ہر طرف خطرہ ہے۔" وہ بے بس ہوئی۔

وہ چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔

"میں نے اس کا جانا دیکھا ہے جس کے جانے سے جان جاتی تھی۔" لمحے کے لئے رک کر کانپتی آواز کو قابو کیا۔ "مجھے اب کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا۔ نہ ان لوگوں سے، نہ ان کی چالوں اور نقصان سے۔ مجھے یہیں رہنا ہے۔ تم نہیں سمجھ سکتی کہ یہاں میرا سب کچھ ہے۔"

ایک بے نام سا آنسو پلکوں سے چہرے پر لڑھک گیا۔ مائعزم نے بے اختیار لب کاٹا۔

"زیان نے ان کی ڈیمانڈ اس لئے پوری نہیں کی تھی کیونکہ وہ سب تمہارا تھا۔ وہ تمہاری سیکورٹی تھی۔ وہ تمہیں محفوظ دیکھنا چاہتا تھا۔" اس کی آواز میں کرچیاں سی تھیں۔

www.novelsclubb.com

زمل کو اپنا دل کسی گرداب میں ڈوبتا محسوس ہوا۔ پلکیں لرز گئیں۔

"کیا تم اس کی اتنی سی خواہش پوری نہیں کر سکتی؟" مائعزم نے دھیرے سے پوچھا۔

"اگر مجھے محفوظ رہنا تھا تو اسے ان لوگوں کے پیچھے نہیں جانا چاہیے تھا۔ میں نے اسے روکا تھا مگر اس نے میری نہیں سنی۔ اب میں اپنا گھر نہیں چھوڑوں گی۔"

الفاظ ہٹ دھرم تھے مگر آواز اب بھی خالی تھی۔ دل میں اٹھتی ٹیسیں شدید تر ہوتی جارہی تھیں۔

موت ان کی کہانی کا حصہ کیوں بنی تھی؟ جدائی مقدر کیوں ٹھہری تھی آخر؟ صرف ایک سال؟ زندگی گزارنے کے لئے بس اس ایک سال کی یادیں اس کی کل متاع تھیں؟ یہ کیسی شکستگی تھی؟

"یہ کوئی بہادری کا فیصلہ نہیں ہے، زمل۔ مرنے والوں کے ساتھ خود کو نہیں مارا جاتا۔ تمہیں اپنے لئے مضبوط بننا ہے۔" وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی۔

زمل نے گیلی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ سرگوشی کی مانند لفظ آزاد ہوئے۔ تکان زدہ، زخم خوردہ الفاظ۔

"ہر کہانی مضبوط لڑکی کی نہیں ہوتی، کچھ کہانیاں ہم کمزور لڑکیوں کے مضبوط فیصلوں کی بھی ہوتی ہیں۔"

کمرے میں پھیلا اندھیرا، وجود کو سیاہی میں دھکیل رہا تھا۔ احساسات، جذبات، دل سب سلگ رہا تھا۔ آگ اور برف کا امتزاج۔

"ہر کہانی زندہ رہنے کی نہیں ہوتی، کچھ کہانیاں جیون وار دینے کی بھی ہوتی ہیں۔"

اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔ دل کے زخم ادھڑ کر رستے جا رہے تھے۔ برستی بارش میں دنیا رواں تھی لیکن جن کی زندگیاں گرداب کی زد میں تھیں، ان کے لئے سب ساکن تھا۔

"ہر کہانی کی ہیپی اینڈنگ نہیں ہوتی، کچھ کہانیاں ٹریجڈک موڑ پر بھی ختم ہو جاتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اندھیر ماحول... برستے قطرے... وحشت زدہ فضا... روح کو لہو لہو کرتے زخم... سب ڈوب رہا تھا۔

"ہر کہانی میں ملن نہیں ہوتا، کچھ کہانیاں رفاقت کے بعد ہجر کی بھی ہوتی ہیں۔"

چاروں طرف گہرا سناٹا تھا لیکن بھیگی آواز دل کو زخمی کرتی جا رہی تھی۔ اندھیرے کمرے میں بھی آنسو تھے... آسمان بھی برس رہا تھا... زمین بھی نم تھی... ہر جگہ پانی تھا... وہی جو حیات بھی ہے، ممات بھی۔

"ایسی ہی ایک کہانی زمل کی بھی سہی۔"

جلتی آنکھوں کو بند کرتے ہوئے اس نے سر بیڈ سے ٹکا دیا۔ سانس اندر ہی اندر رک رہا تھا۔ روح مجروح ہوتی جا رہی تھی۔ تکلیف برداشت کی حدوں کو پار کر رہی تھی۔

"ایسا ہی ایک اختتام..." آواز کانپی۔ "زیان کا بھی سہی۔"

آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔ کپکپاتے لبوں کو سختی سے بھینچتے ہوئے اس نے آنکھیں میچ لیں۔ وجود میں ہلکی سی لرزش تھی۔

مائعزم بے بسی سے اسے دیکھتی رہی۔

زرکار روشنیاں اپنی تمازت کو کھوئے ویسے ہی دمک رہی تھیں۔

جب خواب ہوئیں اس کی آنکھیں، جب دھند ہوا اس کا چہرہ

ہر اشک ستارہ اس شب تھا، ہر زخم انگارہ اس دن تھا

☆☆☆☆☆☆

صبح آہستگی سے افق پر طلوع ہو کر بکھرنے لگی۔ بارش کے بعد فضا میں خنکی بڑھ چکی تھی۔ کھڑکیوں کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ روشن کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بالوں کو کیچر میں جکڑتے ہوئے اس نے لمحے کے لئے اپنا عکس دیکھا۔

زرد کملائی ہوئی رنگت، چہرہ واضح کمزور ہو چکا تھا۔ وہ اپنی رعنائی کھو چکی تھی۔ ایک شخص کا چلے جانا کیسے زندگی کو پاتال کی گہرائیوں میں دھکیل گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ

اسے سنبھلنے کے لئے لمبا عرصہ درکار تھا یا شائد... ساری زندگی اسی میں گزر جاتی۔ کون جانے۔

دل بھاری ہونے لگا۔ نگاہیں ہٹاتے ہوئے ہوئے سائیڈ ٹیبل تک آئی۔ جھک کر موبائل اٹھالیا۔ اسکرین روشن ہوئی تو کونے پر لکھی تاریخ جگمگا اٹھی۔

وہ کتنی ہی دیر ان ہندسوں کو دیکھتی رہی۔ وقت کی گردش کیا واقعی سست پڑ گئی تھی؟ طوفان کو گزرے ابھی صرف تیسرا دن تھا۔ سر جھٹکتے ہوئے اس نے موبائل ان لاک کیا تو لمحے کے لئے چونکی۔ رات سے کوئی ای میل آئی ہوئی تھی۔ نا سمجھی سے اسکرین کو چھوا۔ زندگی واقعی لمحے کے لئے تھم گئی۔

وہ ای میل زیان ارتضی کی طرف سے آئی تھی۔ زمل کے چہرے کا رنگ ماند پڑتا گیا۔ بمشکل سانس کھینچتے ہوئے لرزتے ہاتھوں سے اس نے کھولا۔ پیشانی پر قطرے چمکنے لگے تھے۔

کمپنی کی پاور آف اٹارنی، سفید محل کے کاغذات، زیان کے حصے کے شئیرز سب اس کے نام کر دیا گیا تھا۔ بینک اکاؤنٹ کی پن اور لاکرز کے پاسورڈ۔ ساتھ آڈیو فائل اٹیچ تھی۔

وہ بے جان ہوتے قدموں کے ساتھ گرنے والے انداز میں بیڈ پر بیٹھی۔ وجود ٹھنڈا ہوتا محسوس ہوا۔ یوں جیسے اس کے ارد گرد سب دھند میں تحلیل ہو رہا تھا۔

آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

گردشِ کائنات تھم کر جامد ہو چکی تھی۔

''زمل۔'' بہت آہستگی سے، اسی نرم انداز میں زیان ارتضی نے پکارا تھا۔

زمل اعظم کو اپنی روح سلگتی محسوس ہوئی۔ دل سست پڑنے لگا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے صدیوں بعد اسے سن رہی تھی۔ لب کپکپا اٹھے۔

(کھڑکیوں کے پار شام ڈوبتی دکھائی دے رہی تھی۔ چھوٹا سا کمرہ خاموش تھا، یوں جیسے آنے والے طوفان سے قبل کی خاموشی کو فروغ دے رہا تھا۔ سینٹرل ٹیبل پر

www.novelsclubb.com

لیپ ٹاپ رکھے، اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر متحرک تھیں۔ آئینے میں جھلکتا عکس مصروف لیکن تکان زدہ نظر آ رہا تھا۔

وہ وہی تھا... وہی جوزیان ارتضی تھا۔

ٹائپنگ روکتے ہوئے اس نے ایک نگاہ لکھی ہوئی ای میل پر ڈالی جس کو یوں سیٹ کیا گیا تھا کہ پانچ دن بعد زمل تک پہنچ جاتی۔ سائرہ کو بھیجے گئے آڈیو کو تین دن کے ٹائم پر سیٹ کر چکا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں آڈیو ان تک پہنچ جاتا۔ وہ جیسے سب تیار چھوڑ کر جا رہا تھا۔

"بہت محبت کی ہے تم سے۔ اب آزمانا مت۔"

ذہن میں آواز لہرائی۔ اس نے بے اختیار لب کاٹتے ہوئے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ گہری سانس لیتے ہوئے سرخ نشان کو کلک کیا۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"زمل۔" اس نے آہستگی سے پکارا۔

کاش کہ تم تک یہ آڈیو کبھی نہ پہنچے۔ تھک کر بے حال ہوتے دل نے سرگوشی کی تھی)

حال میں تہی داماں لڑکی کا دل یونہی رس رہا تھا۔ وہ آواز... انداز... نرمی... نئے سرے سے اسے مار گئی۔

”جب تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیا تھا تب سے صرف ایک تمنا تھی۔“ وہ آہستگی سے کہہ رہا تھا۔ ”فقط اتنا چاہا تھا کہ تمہیں وہ دوں جو تم ڈیزرو کرتی ہو... پرسکون اور نارمل زندگی۔ مگر یہاں بھی شکست مقدر ٹھہری۔“

زمل نے کپکپاتے ہاتھوں کو سختی سے بھینچتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔ تنفس بھاری پڑتا جا رہا تھا۔

”میں کبھی بھی تمہیں اپنی قسمت کی بربادی میں حصہ دار نہیں بنانا چاہتا تھا۔ کاش کہ مجھے موقع ملے اور میں ہماری کہانی ہی پلٹ دوں۔“

(وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے، گیلی پڑتی نگاہوں سے سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔وقت پیچھے کیوں نہیں جاسکتا؟کاش کہ اس کی زندگی نارمل ہوتی۔وہ کبھی اپنے اندھیرے اس لڑکی تک نہ جانے دیتا۔کاش...)

زمل کی بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بہتا گیا۔وہ اسے نہیں بتا سکی کہ اسے نارمل زندگی کی چاہ نہیں رہی تھی۔اسے جو چاہیے تھا،وہ کبھی نہ ملنے کے لئے کھو چکا تھا۔
دل کے ٹکڑے جان نکالنے لگے۔

”میں تمہارا قصوروار ہوں،جانتا ہوں۔مجھے انجام جانتے ہوئے یہ سفر نہیں شروع کرنا چاہیے تھا۔میں خود غرض ہو گیا تھا،میں نے صرف زندگی سے اپنے چند پل لینے چاہے تھے۔“

(کتھئی آنکھوں میں اتنی کرچیاں بسی تھیں کہ اذیت دل میں اترتی محسوس ہوئی۔وہ اسے نہیں بتاسکا کہ اس کے ساتھ نے اس کی زندگی یوں بدل دی تھی کہ وہ جینے کی خواہش کرنے لگا تھا۔اس نے فقط اپنے حصے کی خوشیاں ہی تو لینی چاہی تھیں،قیمت اتنی بھاری کیوں رہی؟)

کسی نے مٹھی میں زمل کے دل کو اتنی زور سے بھینچا کہ سانس رکنے لگا۔لب سختی سے دبا کر کپکپاہٹ روکنے کی کوشش کی۔وہ سارے زخموں کو ادھیڑتا جا رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان اذیت کے لمحات کو اپنی زندگی سے نوچ ڈالے۔

"میں تم سے جاتے وقت صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا تھا۔" وہ لمحے کے لئے رکا۔
"میرے لئے دعا کرو گی؟"

اس کا دل منجدھار میں ڈوبتا اپنی دھڑکن کھو گیا۔اس نے تیزی سے سرخ پڑتی آنکھیں کھولیں۔دعا...وہ اسے کیسے بتاتی کہ اسے یاد کرتے کرتے وہ خود کو بھول گئی تھی۔وہ سانس روکے سن رہی تھی۔

"میں تمہاری دعاؤں میں زندہ رہنا چاہتا ہوں، زمل۔"

بہتے آنسو پل کے لئے ساکن ہو گئے۔دل بری طرح کٹ کر خون گرانے لگا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

www.novelsclubb.com

(اس لڑکی کی دعائیں ہمیشہ سے اس کے لئے قیمتی تھیں۔وہ یہ بھی نہیں بتا سکا۔وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔)

''تمہارے ساتھ گزرے وقت میں، میں نے اتنا جان لیا تھا کہ تمہارا میری زندگی میں ہونا میری سب سے بڑی خوش قسمتی تھی،ایسا حاصل جو مجھے جان توڑ خساروں کے بعد ملا تھا۔تمہارا احساس کافی تھا،زمل۔''

آنکھوں میں کچھ راکھ ہوا تھا،راکھ ہو کر کچھ فنا ہوا تھا۔کوئی آگ سی تھی جو رستے دل کے سارے زخموں کو سلگانے لگی۔

''میری ایک بات مانو گی؟''

(بوجھل سا سانس کھینچتے ہوئے اس نے دھیرے سے پوچھا۔یوں جیسے وہ مقابل تھی۔گلابی ہوتی تھکی آنکھوں میں نمی سی چمک رہی تھی۔دل کی اذیتیں جان پر ثقیل ہو رہی تھیں۔)

زمل نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔دبی دبی سسکیوں سے وجود لرز نے رہا تھا۔

"اگر میں واپس نہ آیا تو تم خود کو نہیں بھولو گی، زمل۔"

آہ...اس نے مٹھی بھینچ لی۔ بھاری ہوتا سانس کھینچنے کے لئے وہ آگے کو جھک گئی۔ چہرہ یوں سفید پڑنے لگا کہ جیسے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا گیا ہو۔ کسی برف کے مجسمے کی طرح وہ بے جان ہو رہی تھی۔

"میرے پاس تمہاری زندگی روکنے کا حق نہیں ہونا چاہیے۔"

(ایک بے نام سا قطرہ ٹوٹ کر کنپٹی پر بہتا گیا۔ وہ اسے کس منجدھار میں چھوڑ آیا تھا؟ جس نے پہلے ہی اپنی بکھرتی ذات مشکلوں سے سمیٹی تھی، وہ اسے نئے سرے سے توڑ گیا تھا۔ سانس سینے میں اٹکتا، جان نکال رہا تھا۔)

www.novelsclubb.com

"پیچھے مڑ کر وہ مت دیکھنا جو کھو دیا ہے۔ کیا معلوم آگے وہ ملے جو اس خسارے سے بہت بہتر ہو۔ میں تمہیں بلندیوں پر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

کوئی اس قدر بے حس کیسے ہو سکتا ہے؟ سب روک کر کتنی آسانی سے آگے بڑھنے کو کہہ گیا۔

"اپنا اور ممی کا خیال رکھنا، زمل۔ ہم جلد ملیں گے۔"

(اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ وہ لمحہ تھا جب زیان ارتضی نے اپنا انجام قبول کر لیا تھا۔ وہ جسے چھوڑ آیا تھا، وہی اس کا سب سے بڑا خسارہ تھی... نقصان عدم ہو گئے۔)

سکوت چاروں طرف چھا گیا۔ زمل کو یوں لگا جیسے وہ کسی زندہ قبر میں اتار دی گئی تھی، اتنا سناٹا اور وحشت روح پر اترتی محسوس ہوئی۔

اس نے گردن موڑ کر دھندلی پڑتی نگاہوں سے سفید کور والے تکیے کو دیکھا۔ آہستگی سے لرزتا ہاتھ اس پر پھیرتے ہوئے وہی نرمی محسوس کرنا چاہی۔ اس لطیف سی خوشبو میں جیسے کافور کی بو گھلنے لگی۔ تکیہ بازوؤں میں بھینچ کر سینے سے لگاتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ لمس اور احساس پھر روح کو جھنجھوڑ گیا۔ وہ سینے میں ابھرتی چیخوں کو دبائے، تکیے میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔

ساری اذیتیں سوا ہو گئیں۔ سارے نقصان امڈ آئے۔ ہر تکلیف جاگ اٹھی۔

انتقام کی اس جنگ میں اگر کوئی حقیقی برباد ہوا تھا تو وہ زمل اعظم تھی۔

ساجد آب بھگت رہے ہیں اک بے انت سزا کی عمر

اپنا نام لکھوا بیٹھے تھے اک دن جینے والوں میں

☆☆☆☆☆☆

فریب کاری کی بو فضا میں گھلتے ہوئے ناگوار سا احساس پیدا کرنے لگی تھی۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے، کانوں میں ائیر پوڈ لگائے، نگاہیں غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔ سماعتیں کانوں میں ابھرتی آواز پر لگی تھیں۔

”گلٹ محسوس ہو رہا ہے؟“ ملائکہ نے دھیرے سے پوچھا۔

”نہیں۔“ اس کے انداز میں قطعیت تھی۔ ”مجھے احساس ہے کہ میں نے غلط کیا ہے، لیکن افسوس ہرگز نہیں ہے۔“

”اتنی بے رحمی؟“

”خوابوں کی قیمت چکانی پڑتی ہے لیکن ایسا پہلی دفعہ ہوا ہے کہ میرے خوابوں کی قیمت کسی نے اور چکائی ہے۔ اگر یہ مجھے دکھ نہیں دے رہا تو خوش بھی نہیں

کر رہا۔ اس کے ساتھ وقت گزارا تھا، اتنا آسان نہیں تھا لیکن کہانا، یہ ضروری تھا۔"

"اب تمہیں کس چیز کا انتظار ہے؟" ملائکہ جیسے دلچسپی سے پوچھ رہی تھی۔

"تم لوگوں نے دو ہفتوں کا وقت دیا تھا۔ تب تک میرا پاسپورٹ آجائے گا اور مجھے منزل مل جائے گی۔ پھر یہ لوگ مجھے نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔" اس کا انداز ویسے ہی سنجیدہ تھا۔

"پانچ دن تو ہو چکے۔ نو دنوں سے پہلے ہی تمہیں تمہارا سامان مل جائے گا، ڈونٹ وری۔"

اس نے بنا کچھ کہے کال کاٹتے ہوئے سر بیڈ کراؤن سے ٹکا دیا۔ نگاہیں ویسے ہی خاموش تھیں۔ زیان ارتضی کی آخری نگاہ کسی انی کی طرح دل میں گڑ گئی تھی۔ حقارت، تنفر، کاٹ۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

www.novelsclubb.com

"موت تو اس کی ویسے ہی لکھی تھی پھر وجہ میں ہی سہی۔" اس کی آواز بڑبڑاہٹ نما تھی۔

☆☆☆☆☆☆

لان پر چھائی شام سرد ہو رہی تھی۔ فضا میں خنکی بڑھنے لگی تھی۔ وہی روح کو بوجھل کرتی اداسی ہر طرف حاوی ہو رہی تھی۔ لان چیئرز پر بیٹھی لڑکیاں جیسے اپنی اپنی ویرانیوں میں گم تھیں۔ الفاظ تھے کہ بھاپ بن چکے تھے۔

جھک کر اپنا مگ اٹھاتے ہوئے مائعزم انابیہ کی بات سن رہی تھی جو سائرہ کی رپورٹس کے بارے میں بتا رہی تھی۔ تکان زدہ سانس کھینچتے ہوئے زمل کو دیکھا۔ وہ شال لپیٹے، سر کرسی کی پشت سے ٹکائے نیلے ہوتے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ سرخ آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی۔ مہر سر جھکائے، بے مقصد ناخن سے کرسی کی ہتھ کھرچ رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو، زمل؟" مائعزم نے نرمی سے پوچھا۔ وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ باہر لان میں لائی تھی تاکہ اس گھٹن زدہ فضا سے وہ نکل سکے ورنہ وہ اپنے کمرے

سے باہر نکلنے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی۔وہ جیسے ساری زندگی اسی احساس میں گزار دینا چاہتی تھی۔

سوال پر نظریں ترچھی کر کے دیکھا پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

"تم شئیر کر سکتی ہو۔"انابیہ نے دھیرے سے کہا۔

"تم لوگ یقین نہیں کرو گے۔"وہ آہستگی سے بڑبڑائی۔"یہی کہو گے کہ میں denial کے فیز میں ہوں۔"

مہر نے سر اٹھا کر بہن کو دیکھا۔لمحے کے وہ ٹھٹک گئی۔کچھ تھا اس کی متورم آنکھوں میں جو گزرے دنوں میں نہیں تھا۔کچھ بدلا ہوا،کچھ الگ سا۔جسے وہ نام نہ دے سکی۔

"کیا مطلب؟"انابیہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

زمل چند لمحے خاموشی سے روح پر بسیرا کئے سناٹوں کو محسوس کرتی رہی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے یہ سب حقیقت نہیں لگتا۔" یونہی نگاہیں اٹھائے، اداس شام میں ڈھلتے آسمان کو خالی انداز میں دیکھتے ہوئے اس نے دھیرے سے کہا۔ آنکھیں بھیگنے لگیں۔

ہوا کئی میل دور بہتی گئی لیکن اس بھیگی آواز کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔ ہوا، پتوں کو سرسراتے ہوئے، منازل کو پھلانگتے ہوئے ایک سنسان علاقے میں اتری۔ کسی اجڑے بیاباں کی طرح وہ جگہ خاموش تھی۔

"مجھے یہ سب حقیقت نہیں لگتا۔"

غیر تعمیر شدہ فیکٹری خاموش پڑی تھی۔ وسیع رقبے پر پھیلی منہدم سی عمارت میں زندگی کی کوئی رمق محسوس نہ ہوتی تھی۔ فضا میں باسی ہوئے خون کی بو رچی تھی۔ ڈھلتی شام میں ہوا دھیرے سے کھلی کھڑکی سے اندر تیر آئی۔ پٹ لمحے کے لئے ٹکرائے۔

"ہر لمحہ لگتا ہے کہ شائد اب یہ برا خواب ختم ہو گیا ہو۔ یہ منظر تحلیل ہو گئے ہوں۔"

سیڑھیاں اترتے ہوئے ہیل کی ٹک ٹک گونج رہی تھی جو کہ سناٹے میں سماعتوں پر بھاری پڑ رہی تھی۔منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے اس نے لاک کھولا اور بوسیدہ لوہے کا دروازہ دھکیل دیا۔آنکھوں میں تنفر کی جھلک تھی۔

"ایسے جیسے آنکھ کھلے گی تو سب پہلے جیسا ہو گا۔وہ میرے ساتھ ہو گا اور زندگی اپنی کاملیت پالے گی۔"

مٹیالی سفید دیواریں سیلن زدہ ہو رہی تھیں۔فرنیچر سے خالی کمرہ بالکل خاموش تھا،قبر کا سناٹا ہو جیسے۔روشنی کا واحد منبع وہ کھڑکی تھی جس کے پار ڈوبتی شام دکھائی دے رہی تھی۔چھت پر جھولتے بلب بھی مدھم ہو رہے تھے۔رات اترتے ہی روشنی ناکافی ہونے لگی۔

"کچھ ہے جو مجھے یقین نہیں کرنے دے رہا۔کوئی آواز،کوئی احساس ہے جو مجھے روک رہا ہے۔"

ایک تلخ مسکراہٹ ملائکہ کے لبوں پر ابھر کر معدوم ہوئی۔چبھتی نگاہوں سے گردن موڑ کر دیوار پر گرتے سایے کو دیکھا۔آنکھوں وہی تنفر سا تھا۔

"اصل جال تم نے بچھایا تھا۔" اس کی آواز سرد و سپاٹ تھی۔

"دل کہتا ہے، ایک وجدان سا ہے، کسی خیال کی طرح کہ..." وہ کہتے کہتے رکی۔ الفاظ لبوں میں دم توڑ گئے۔

یہ وہ لمحہ تھا جب کئی پہروں بعد زمل اعظم کا ذہن نیند سے جاگا۔ یوں جیسے کسی نے ہاتھ پھیر کر شیشے کی سطح صاف کردی تھی۔ لمحے کے لئے وہ ساکت رہ گئی۔ اس کا دل بے قابو ہو کر شدت سے دھڑکا جیسے ردھم میں تلاطم اٹھا تھا۔

"زیان زندہ ہے۔" اس کی آواز کانپی۔

دیوار سے ٹیک لگائے زیان ارتضیٰ نے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہی مخصوص تیکھی مسکراہٹ لبوں کا احاطہ کر گئی۔ یوں جیسے صدیوں بعد کھٹئی آنکھوں میں چمک لہرائی تھی۔ اس نے آہستگی سے سر کو خم دیا۔

"اصل کھیل میرا تھا۔"

وہ ایک دفعہ پھر سانس نہیں لے سکی تھی۔

www.novelsclubb.com

کیا تم نے کبھی بے موت مر جانے والے کو دوبارہ جی اٹھتے دیکھا ہے؟

☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ، ان شاءاللہ۔

www.novelsclubb.com